فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبکم

من تصنیف فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا شیخ عبد الرحیم والد الماجد العارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ

ارشاد رحیمیہ

طریق

حضرات نقشبندیہ

ضمیمہ رسالہ متبرکہ

حضرت خواجہ باقی باللہ

تحت ادارہ احقر الانام ظہیر الدین السید احمد ولی اللّٰہی عفی عنہ دہلوی فی سنہ ۱۳۲۱ھ

در مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی مطبوع گردید ۱۹۰۳



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کما ہو بہ حقیق و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ محمد الشفیق کما ہو بہ یلیق و علی آلہ و اصحابہ الذین غاصوا فی بحر التوحید و اظہروا فرائد الدرر من لجۃ العمیق اما بعد می گوید قلیل البضاعت و کاسد الصناعت الراجی من اللہ الکریم محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین الاویسی نقشبندی غفر اللہ لہ و لوالدیہ و لاستاذہ و مرشدیہ کہ درین اوراق کلماتے چند کہ سالک این طریقہ شریفہ علیہ را وقوف بروے لازم ست بیان کنم شاید کہ اہل دولتی را بہرہ ازین حاصل شود بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ این فقیر بدین نعمت عظمی واصل شود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف و ثنا اللہ جل شانہ کی ہے واسطے سے ہے جیسی چاہیئے۔ اور صلوٰۃ و سلام اوسکے رسول حضرت محمد رسول اللہ پر جیسا اونکے لایق ہے صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین اور اُنکے آل و اصحاب پر جنہون نے دریاے توحید مین غوطے لگائے اور اچھے گوہر بے بہا تہ سے نکالے اسکے بعد کہتا ہے کم ہنر و کم سرمایہ امیدوار خداے کریم محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین اُویسی النقشبندی اسکو مغفرت کرے اوسکی اور اوسکی والدین اور استادون اور مرشدون کی کہ ان اوراق مین ایسے چند کلمے جنسے واقف ہونا اس عالی طریقہ شریفہ کے سالک کو لازم ہے بیان کرتا ہون شاید کسی خوش نصیب کو اُنسے فائدہ ہو حدیث شریف مین آیا ہے الدال علی الخیر کفاعلہ یعنے نیک رستہ بتانیوالا ایسا ہے جیسا نیکی کرنیوالا یعنے دونو کو ثواب برابر ہے تو اس فقیر کو یہ نعمت عظمی حاصل ہو

والآداب موثرست والا بساکس ساابها در صحبت اولیا با حسن عقیده مانده اند و اثر کمال ظاهر نشده و از سبب ترک ادبے از اعلے علیین در اسفل السافلین افتاده چنانچه در سنة الله تولد و تناسل صوری بے پدر و مادر متعذر۔ تولد معنوی بے مرشد متعسر قال الشیخ ابو علی الدقاق قدس سره الشجرة التی تنبت بنفسها لا تثمر و ان کان لها ثمر لا یکون بغیر حلاوة و این فقیر را بظاهر وصلت به تلقین و اجازت از شیخ علے التحقیق با لاقتداء بالتحقیق جامع مظهرات السبحان حافظ کلام الرحمن خواجه سید عبد الله قدس سره و آیشان را از شیخ المشایخ حضرت شیخ آدم بنوری ست و آیشان را از مرشد زمانه و شیخ یگانه مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کابلی ست و آیشان را از ناشر طریقه علیه در بلاد ہند حضرت خواجه محمد باقی ست و ایشان را از حضرت خواجه امکنگی ست و ایشان را از مولانا درویش محمد ست و آیشان از مولانا محمد زاہد ست و آیشان از قدوة الابرار خواجه عبید الله احرار ست و ایشان را از شیخ الشیوخ

اور آداب کے ساتھ ہوا ور نہین تو بہتیری لوگ اولیا کی صحبت مین عقیدہ کے ساتھ برسون رہے ہین اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہین ہوا اور بسبب ایک ادب کے ترک کرنے کے اعلے علیین سے اسفل السافلین مین جا گرے ہیں جیسے سنت آلہی یون ہے کہ فرزند ظاہری بے مان اور باپ کے پیدا نہین ہوتا اسی طور اولاد معنوی بے مرشد کے دشوار ہے (حضرت ابو علی دقاق قدس سرہ فرماتے ہین۔ یعنے جو درخت خود بخود اُگ گئے۔ اُس مین میوہ نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے تو اُس مین لذت نہین ہوتی) اور اس فقیر کو ظاہر مین وصل تلقین اور اجازت کا اُن سے ہے جو تحقیق شیخ ہین۔ اور اقتدا کے لایق ہین جامع ہین مظہرات سبحان کے اور حافظ کلام رحمٰن کے وہ حضرت سید عبد اللہ قدس سرہٗ ہین اور اون کو شیخ المشایخ حضرت آدم بنوری سے ہے۔ اور اُن کو مرشد زمانہ اور شیخ یگانہ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد کابلی سرہندی سے ہے اور اونکو جو ناشر (یعنی پھیلانے والے) طریقہ علیہ نقشبندیہ ہند مین ہین حضرت خواجہ محمد باقی ان سے اور انکو حضرت خواجہ امکنگی سے اور اونکو مولانا درویش محمد سے اور اونکو مولانا محمد زاہد سے اور اونکو قدوۃ الابرار زبدۃ الاحرار عارف باللہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے اور اون کو شیخ الشیوخ

شعر

بازنہم بجا صلی و ہیچ کسی | در ماندہ بنارسائی بوالہوسی
دادیم نشان ز گنج مقصود ترا | گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

واللہ الموفق بطریق السداد

فصل ۱

بدان افناک اللہ تعالے عنک وابقاک بہ کہ طریقہ بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجہ بہاؤ الحق والشرع والدین المعروف بہ نقشبند وخلفاء ایشان قدس اللہ تعالے ارواحہم - بعد از تصحیح عقیدہ اہل سنت وجماعت واتیان اعمال صالحہ واتباع سنن ماثورہ واقتفا بسلف صالح رضوان اللہ تعالے عنہم اجمعین وعزیمت در عمل واجتناب از محظورات ومکروہات دوام عبودیت ست یعنے دوام حضور با حق سبحانہ وتعالے ست بے مزاحمت شعور بغیر بلکہ از شعور این شعور نیز علے مرور الاوقات من غیر فترت وتشتت عزیمہ واین سعادت عظمے ونعمت ابقاے بے جذبۂ الہی کہ جذبۃ من جذبات الحق خیر من عبادۃ الثقلین میسر نیست وموثر ترین اسباب حصول این جذبہ جز صحبت برگزیدہ کہ سلوک وے بطریق جذبہ باشد ومشرف بہ تجلی ذاتی شدہ باشد نیست وصحبت مع الشرائط

ترجمہ یعنے باوجودیکہ مینے کچھ حاصل نہ کیا اور کسی لایق نہوا اور تھک گیا نہ پہنچ سکا تجھکو گنج مقصود کا پتا دیدیا ہے کہ اگر ہم نہیں پہنچے شاید تو پہنچ (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہ راست

فصل ۱

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور بقا باللہ کا دے) کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاؤ الحق والشرع والدین نقشبند اور اون کے خلفاء قدس اللہ تعالے ارواحہم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہل سنت وجماعت کا عقیدہ درست کرے اور نیک عمل کرے اور اتباع سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین کی پیروی کرے اور عمل مین عزیمت اختیار کرے اور جو باتین منع اور مکروہ ہین اون سے بچے ان سب باتون کے بعد دوام عبودیت ہے یعنے دوام حضور حق سبحانہ سے ایسی طرح کہ شعور غیر کچھ اوسمین مزاحمت نکرے بلکہ اس شعور کا شعور بھی مزاحمت نکرے ہر وقت بے پریشانی اور بے پراگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھ دوام حضور ہے اور یہ سعادت عظمی اور نعمت ابقا بے جذبۂ الٰہی کے میسر نہیں وہ جو کہا ہے (اللہ کے جذبون مین سے ایک جذبہ دونو جہان کی عبادت سے بہتر ہے) وہ یہی جذبہ ہے اور اس جذبہ کے حصول کو سب سے موثر ایسے بزرگ کی صحبت ہے جسکا سلوک بطریق جذبہ کے ہوا اور تجلی ذاتی سے مشرف ہوا ہو اس سے زیادہ کوئی سبب نہیں اور اوس بزرگ کی صحبت جب اثر کرتی ہے کہ شرطون ÷ ÷ ÷

یکے شیخ ابو الحسن خرقانی ودوے را شیخ ابو یزید بسطامی ست وولادۂ شیخ ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید ست بمدتے وتربیت شیخ ابو یزید وے را بحسب باطن وروحانیت بوده است نه بظاهر وصورت ونسبت ارادۂ شیخ ابو یزید بحضرت امام جعفر صادق ست رضی الله تعالی عنه وبنقل صحیح ثابت شده است که ولادۂ شیخ ابو یزید نیز بعد از وفات حضرت امام ست وتربیت حضرت امام وے را بحسب معنے وروحانیت بوده است نه بحسب ظاهر وصورت وحضرت امام جعفر صادق را رضی الله تعالی عنه چنانچه شیخ ابو طالب مکی قدس سره در قوت القلوب آورده دو نسبت ثابت است یکے بوالد بزرگوار خود امام محمد باقر وایشان را بوالد بزرگوار خود امام زین العابدین علی بن الحسین ست وایشان را بوالد بزرگوار خود امام حسین وایشان را بوالد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان الله تعالی علیهم اجمعین و ایشان را بحضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم ومشائخ طریقه قدس سره سلسلۂ نسبت

ایک تو شیخ ابو الحسن خرقانی سے۔ اور شیخ ابو الحسن خرقانی کو ابو یزید بسطامی سے اور شیخ ابو الحسن کی ولادت شیخ ابو یزید سے مدت کے بعد ہے۔ اور تربیت شیخ ابو یزید کی اون کو بحسب باطن اور روحانیت سے ہے۔ ظاہر مین نہین ہے۔ اور نسبت ارادۂ شیخ ابو یزید کی حضرت امام جعفر صادق سے ہے رضی الله تعالی عنہ اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادۂ شیخ ابو یزید کی بھی بعد وفات حضرت امام جعفر صادق کے ہے۔ اور تربیت حضرت امام کی شیخ ابو یزید کو بحسب معنے اور روحانیت کے ہے۔ بحسب ظاہر نہین ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق رضی الله تعالی عنہ کو بموجب لکھنے شیخ ابو طالب مکی کے قدس سرہ کے ۔جو قوت القلوب مین لکھا ہے ۔دو نسبت ثابت ہین۔ ایک تو اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے۔ اور ان کو اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین علی بن الحسین سے۔ اون کو اپنے والد بزرگوار امام حسین سے۔ اور اون کو اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان الله علیہم اجمعین سے۔ اور اون کو حضرت رسالت پناہ صلی الله علیہ وسلم سے اور مشائخ طریقت قدس سرہ سلسلۂ نسبت

جامع المعقول والمنقول صاحب العلم
والعمل مولانا یعقوب چرخی وایشان را
از قطب الاقطاب سلطان العارفین
صاحب الطریقة خواجه بهاؤ الحق والدین
المعروف بنقشبند وایشان را در طریق نظر
قبول بفرزندی از شیخ طریقة خواجه محمد
بابا سماسی ست اما نسبت تربیت حضرت
خواجه قدس سره بحقیقت از روحانیة
حضرت خواجه بزرگ خواجه عبد الخالق غجدوانی
ا ست ونسبت ارادة وصحبت وتعلیم
یاداب وسلوک وتلقین ذکر حضرت خواجه
را از حضرت امیر سید کلال ست وایشان
را از خواجه محمد بابا سماسی ست و
ایشان را از خواجه علی رامیتنی وایشان را
از خواجه محمود الخیر فغنوی وایشان را از
خواجه عارف ریوگری وایشان را از
خواجه عبد الخالق غجدوانی که سر حلقهٔ
خواجگان شد وایشان را از خواجه امام
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب همدانی
وایشان را از خواجه علی فارمیدی طوسی
ست که از کبار مشائخ خراسان شد وحجة
الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در
علم باطن از ایشان ست وایشان را
از شیخ ابو القاسم گرگانی وشیخ ابو القاسم را
انتساب در علم باطن بدو جانب ست

جامع معقول اور منقول صاحب العلم والعمل
مولانا یعقوب چرخی سے اور اونکو قطب
الاقطاب سلطان العارفین صاحب الطریقة
خواجه بهاؤ الحق والدین المعروف بنقشبند سے
اور اونکو نظر قبول بفرزندی شیخ طریقة
خواجه محمد بابا سماسی سے ہے مگر تربیت کی نسبت
حقیقت مین روحانیت سے ہے حضرت خواجه
بزرگ خواجه عبد الخالق غجدوانی سے۔
اور نسبت ارادت اور صحبت اور سلوک
اور تلقین ذکر کے حضرت امیر سید کلان
سے ہے۔ اور اون کو خواجه محمد بابا سماسی
سے۔ اور آن کو خواجه علی رامیتنی سے
اور اون کو خواجه محمود الخیر فغنوی سے
اور اون کو خواجه عارف ریوگری سے
اور اون کو خواجه عبد الخالق غجدوانی
سے۔ جو سر حلقهٔ خواجگان ہین اور اون
کو خواجه امام ربانی ابو یعقوب یوسف
بن ایوب ہمدانی سے۔ اور اون کو خواجه
علی فارمیدی طوسی سے جو خراسان
کے بڑے مشائخون مین ہین۔ اور حجت
الاسلام امام محمد غزالی کو تربیت
علم باطن انہین سے ہے۔ اور
اون کو شیخ ابو القاسم گرگانی سے
اور شیخ ابو القاسم کو علم باطن
مین نسبت دو جانب سے ہے

ن سه دیگر اوتاد که فرو تر از قطب اند
نایب آن ست خلیفه دیگر اند که
منین عمر و امیر المومنین عثمان و
المومنین علی اند رضی الله تعالی
شش دیگر از صدیقان نائب مناب
ش دیگر از عشره مبشره رضوان الله
لی علیهم اجمعین و نسبت دیگر شیخ
القاسم گرگانی در ارادت باطن
ابو عثمان مغربی و وے را بابو علی
ب و وے را بابو علی رودباری
ے را بجنید بغدادی و وے را
ی سقطی و وے را بمعروف کرخی و
عروف را دو نسبت واقع ست
بداود طائی و وے را بحبیب عجمی
ے را بحسن بصری و وے را بامیر المومنین
ضی الله تعالی عنه و ایشان را بحضرت
لت پناه صلی الله علیه وآله وسلم و دیگر شیخ
ف را نسبت ارادت بحضرت امام علی
ے رضا رضی الله تعالی عنه ست و ایشان
الد بزرگوار خود امام موسی کاظم رضی
عالی عنه ایشان را بوالد بزرگوار خود
م جعفر صادق رضی الله تعالی عنه الی
نهایته کما مر از بیان سلسله این مشائخ
ن الله اسرارهم معلوم میگردد
مشائخ این طریقه که در سلسله

اور وہ تین اوتاد جو قطب زمان سے
نیچے ہین وہ نائب مناب اون تین خلیفون
کے ہین یعنے امیر المومنین حضرت عمر اور
امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین
حضرت علی کی رضی الله تعالی عنہم اجمعین اور
چھہ صدیق نائب مناب اون باقی چھہ
عشرہ مبشرہ کے ہین رضوان الله تعالی
عنہم اجمعین اور دوسری نسبت ارادت
باطنی مین شیخ ابو القاسم گرگانی کی شیخ ابو
عثمان مغربی سے۔ اور اون کو ابو علی کاتب
سے اور اون کو ابو علی رودباری سے اور
اون کو جنید بغدادی سے اور اون کو سری
سقطی سے اور اون کو معروف کرخی سے۔
اور شیخ معروف کرخی کو دو طرف سے ہے ایک
تو داؤد طائی سے۔ اور اون کو حبیب عجمی سے
اور اون کو حسن بصری سے اور اونکو امیر المومنین
حضرت علی رضی الله عنہ سے اور انکو حضرت رسالت پناہ
صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری نسبت شیخ معروف
کرخی کو حضرت امام علی موسی رضا سے ہے اور اونکو اپنے
والد بزرگوار امام موسی کاظم سے۔ اور
اون کو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق
رضی الله تعالی عنہ سے انتہا تک جیسے اوپر
بیان کیا ہے۔ ان مشائخ قدس الله اسرارہم
کے سلسلہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ

ائمه اہلبیت را رضی الله تعالےٰ عنہم از
جہتہ نفاست وعزت وشرفے کہ دارد
سلسلة الذہب نام کردہ اند و نسبت دیگر
حضرت امام جعفر صادق رضی الله تعالی
عنہ از حضرت امام قاسم ابن محمد ابن سیدنا
ابو بکر صدیق رضی الله تعالی عنہ کہ پدر مادر
حضرت امام ست واز فقہاے سبعہ بودہ
است و بے نظیر زمان خود در علم ظاہر و
باطن ووے را نسبت ارادة باطن بسلمان
فارسی ست رضی الله تعالی عنہ و وے را
با وجود شرف صحبت حضرت رسالت پناہ
صلے الله علیہ وآلہ وسلم نسبت باطن بہ
امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی الله تعالے
عنہ نیز بودہ است بعد از انتساب بحضرت رسالت
پناہ صلے الله علیہ وسلم وحضرت امام مقتدا خواجہ
محمد پارسا قدس سرہ در رسالہ قدسیہ نوشتہ اند
اہل تحقیق برآنند کہ امیر المومنین علی کرم الله
وجہہ بعد از حضرت رسالت پناہ صلی الله
علیہ وسلم از ان خلفا کہ برا امیر المومنین علی
مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن تربیت یافتہ اند
و شیخ ابو طالب مکی قدس روحہ در قوت
القلوب فرمودہ اند کہ قطب الزمان
در ہر عصرے الے یوم القیامۃ در مرتبہ
و مقام نائب مناب امیر المومنین
ابو بکر صدیق رضی الله تعالے عنہ است

اہلبیت رضی الله عنہم کو بسبب نفاست اور
اور عزت وشرف کے جو اون کو حاصل ہے
سلسلة الذہب کہتے ہین اور دوسرے
نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی الله
تعالی عنہ کو اپنے نانا صاحب حضرت امام قاسم
ابن محمد ابن امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی
الله تعالی عنہ سے ہے جو ساتوین فقہا مین
سے ہین اور اپنے زمانہ کے بے نظیر ہین علم
ظاہر وعلم باطن مین۔ اور اون کو نسبت باطن
سلمان فارسی رضی الله تعالی عنہ سے ہے او
اون کو با وجود شرف صحبت حضرت رسالت
پناہ صلے الله علیہ واله وسلم کے باطن کی نسبت
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی
الله تعالے عنہ سے بھی ہے بعد نسبت حضرت
رسالت پناہ صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے
حضرت امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس
سرہ نے رسالہ قدسیہ مین لکھا ہے
کہ اہل تحقیق کے نزدیک حضرت امیر المومنین
علی کرم الله وجہہ نے آنحضرت صلی الله
علیہ وآلہ وسلم کے بعد اون خلفا سے
جو آپ سے پہلے خلیفہ ہوئے ہین نسبت
باطن کی تربیت پائی ہے اور شیخ ابو طالب
مکی قدس سرہ نے قوت القلوب مین فرمایا ہے کہ
قطب زمان ہر زمانہ مین قیامت تک مرتبہ و مقام
مین نائب مناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق کا ہے

معارج نہایات انکشافات کہ طریقہ سلوک و
وصول این طائفہ برسہ گونہ ہست اوّل طریق
ذکرست و چون ذکر از روے لفظ و نطق
کونے ست و از روے مدلول ربانے
پس برزخ ست میان خلق و حق و بسبب
ذکر نوع ارتباطے حاصل خواہد شد کہ آن
علم لدنی ست خارج ست از تعلیم و تعلم
و ذکر اسم ذات و نفی و اثبات بمنزلہ ہجا
ست مر طفل را کہ ہرگز بے ہجا ملکہ قراءت
حاصل نشود و مشائخ طریقت قدس اللہ
ارواحہم از جملہ اذکار ذکر لا الہ الا اللہ را
اختیار کردہ اند و حدیث نبوے چنین
وارد ست کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ
و حجب روندگان نتیجہ نسیان ست و حقیقت
حجاب انتقاش صور کونیہ ست در دل
و درین انتقاش نفی حق و اثبات
غیر ست پس خلاص از شرک خفی جز
بملازمت و مداومت بر معنے این کلمہ
کہ نفی ما سواے حق و اثبات حق سبحانہ
تعالی ست حاصل نیاید۔ طریق ذکر
آن ست لب بر لب زبان بکام چسپاند
و نفس را در درون حبس کند چنان کہ بسیار
تنگ نشود و حقیقت دل کہ عبارت
از آن لطیفہ دراکہ ہست کہ در طرفة العین
او باسمان رفتن و در تمام عالم سیر کردن میسرست

نہایات کمال کے معراج عطا کرے کہ سلوک اور
وصول کا طریقہ ان بزرگون کا تین طرح
ہے اوّل تو ذکر کا طریقہ ہے اور جبکہ ذکر از روے
لفظ و نطق کے کونی ہے یعنے اس موجودات
مین سے ہے اور از روے معنے کے ربانی ہے تو یہ برزخ
ہے یعنے بیچ مین ہے خلقت اور اللہ تعالی کی اور ذکر
کی سبب سے ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی
جو سیکھنے اور سکھانے سے نہین آتا اور ذکر اسم
ذات کا اور ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ ہجون
کے ہے جیسے پہلے بچے جب تک ہجے نکرین پڑھنا
نہین آتا اور مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے
سب ذکرون مین ذکر لا الہ الا اللہ کو اختیار کیا ہے اور حدیث
شریف مین یون آیا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ یعنے
افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سالکون کا حجاب نسیان
کا نتیجہ ہے اور حجاب کیا چیز ہے یہ ہے کہ موجودات کے
صورتین دل مین نقش ہون اور جب دل مین موجودات
کے صورتین نقش ہوئین تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات
ہوا تو خلاص شرک خفی سے جبھی ہوتا ہے کہ اس
کلمہ کے معنے پر ہمیشہ ہے اور لازم کرلے کہ اس کلمہ
مین حق کا اثبات اور غیر کی نفی ہے۔ طریقہ ذکر کا یہ
ہے کہ لب کو لب پر زبان تالو سے لگا لے اور دم
کو روکے۔ مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہوجائے
اور دل کی حقیقت کو کہ ایک لطیفہ دراکہ ہے
ایسا کہ پلک مارتے مین آسمان پر پہنچ جائے
اور تمام عالم مین پھر آئے ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

[illegible]

... صلی اللہ علیہ

... رسالت ...

... وسلم ...

... طرف ... آوان سلوک توجہ

بایں مقام بودہ است چنانکہ شیخ ابوالقاسم

گرگانی طوسی کہ سلسلہ شیخ ابوالجناب

نجم الدین کبری بایشان می پیوندد و

... سعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن

... [illegible] اویسی را در سلوک

... فیض ربانی و تجلیات رحمانی

... [illegible] گذشتہ باشند اما

... [illegible] طریق توجہ خاص

... واسطہ درمیان نبود۔

فصل

[illegible]

... وسیلہ اون کا ہے بے واسطہ ...

... کسی اویسی کے جیسے حضرت اویس قرنی

حضرت رسالت پناہ کے کی صلے اللہ علیہ وآلہ

وسلم اور یہ بلند مرتبہ جسکو خدا چاہے دیوے ذلک

فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اور اکثر مشائخ طریقت

کو زمانہ سلوک میں اس مقام کیطرف توجہ

ہے جیسے شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی کو ...

شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری کا اون ...

اور شیخ ابوسعید ابوالخیر۔ اور شیخ ابوالحسن

اور اون کے سوا اور بہی۔ اور اویسی کو سلوک میں

وصول فیض ربانی اور تجلیات رحمانی کا

ہوتا ہے اور اس میں اسلاف مقدسہ واسطہ

ہوتے ہیں۔ لیکن بعد اسکے طریق میں کہ

ایک طریق توجہ خاص ہے کوئی واسطہ درمیان ...

فصل

[illegible]

در خیال نیز تصور میکنند و گفته اند باز
داشتن نفس در وقت ذکر سبب آثار
لطف ست و مفید شرح صدر ست
و اطمینان دل ست و موثر ست در
نفی خواطر و عادت کردن بباز داشتن
نفس بسبب وجدان حلاوت عظیم ست
و بواسطه مطالعه جمیع مکنونات به نظر
فنا و مشاهده وجود قدیم حق سبحانه بنظر
بقا و ملازمت برین ذکر حقیقت توحید
در دل ذاکر قرار گیرد و چشم بصیرت
وی کشاده گردد تا او را میان شرع
و عقل و توحید هیچ تناقض ننماید
و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد
بعد ازان بجای رسد که حقیقت ذکر با
جوهر دل یکی شود و هیچ اندیشه غیر
نماند و ذکر در مذکور فانی گردد و چون بارگاه
دل از زحمت اغیار خالی گردد بحکم لَا
يَسَعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلٰكِنْ يَسَعُنِي
قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِن جمال سلطان إِلَّا
اللّٰهُ تجلی نماید و حکم وعده اُذْكُرْكُمْ مجرد
از لباس حرف صوت و خاصیت
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ آشکارا شود
تا که وجود روحانیت باقی ست و
بمرتبه فنا نرسیده است آن ذکر
بحقیقت خفیه نیست و چون بحقیقت

تصور میں رکھتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت
سانس کو روکنا سبب ہے آثار لطف کا۔ اور شرح صدر
کو مفید ہے اور دل کو اطمینان ہوتا ہی اور خطرے دل
میں نہ آنے کیواسطے بہت اچھا ہے۔ اور سانس
روکنے کی عادت کرے تو ایک حلاوت عظیم ہوتی
ہی بسبب مطالعہ کرنے تمام مکنونات و موجودات کے
فنا کی نظر سے اور حق سبحانہ کے وجود قدیم کے مشاہدہ
کرنے سے بقا کی نظر سے۔ اور اس ذکر پر مداومت
کرنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قرار پکڑتی
ہے اور اوسکی بصیرت کی آنکھہ کھلجاتی ہے کہ اوسکو درمیان
شرع شریف کے اور عقل اور توحید کے کچھہ تناقض
نہیں معلوم ہوتا ہے اور اس مقام میں ذکر دل کی ایک
صفت لازم ہو جاتی ہے اسکے بعد ایسی مقام میں
پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل دونوں ایک
ہو جاتے ہیں اور غیر کا کچھ اندیشہ نہیں رہتا اور ذکر
مذکور میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب دل کی بارگاہ
اغیار سے خالی ہوئی تو بموجب اس حدیث قدسی
کے (میری وسعت نہیں رکھتی زمین اور نہ میرا آسمان
لیکن میری وسعت ہے مومن بندہ کے دل میں)
سلطان الا اللہ کا جمال تجلی کرتا ہے اور اذکرکم
یعنے میں تمہارا ذکر کرونگا) کے وعدہ کا حکم حرف
آواز کے لباس سے مجرد آشکارا ہوتا ہے (ہر شے
ہلاک ہونیوالی ہے مگر اللہ کی وجہ) کی خاصیت ظاہر ہوتی
ہے جبتک روحانیت کا وجود باقی ہے اور فنا مرتبہ
کو نہیں پہنچا ہے وہ ذکر خفیہ نہیں ہے حقیقت میں اور جب

از همه اندیشها خالی سازد و وے را
بدل مجازی که گوشت پاره ایست بر
صورت صنوبری جانب چپ متوجه
گرداند و بذکر کردن مشغول کند برین
نہج که کلمه لا اله را از جانب راست متصل
ناف کشد باز کتف راست حرکت داده
تا بر سمت رساند و کلمه الا الله سخت بر دل
صنوبری زند چنان که حرارت او بتمام اعضا
برسد و محمد رسول الله را از جانب چپ
تا بجانب راست برود و در طرف نفی وجود
جمیع محدثات را بنظر فنا مطالعه کند
یعنے چون بدل گوید لا اله الا الله برابر
این بخیال اندیشد یعنے لا موجود تصور
کرده همه اشیا را و خود را درین اندیشه
محو کند و در طرف اثبات وجود حق سبحانه
تعالے را بنظر بقا ملاحظه نماید یعنے چون
الا الله گوید ملاحظه کند آنچه موجود
ست حق ست و طریق ذکر اسم ذات
آنست که متوجه به قلب صنوبری شده
اسم مقدس الله بمد تمام و شد تمام از
تحت ناف سے کشند و بزبان دل ذکر
سے گویند با ملاحظه سے یعنے هیچون بعضے
از کبراے این طریقت عقب هر ذکر
این معنے را ملاحظه میکنند که توئی
مقصود و توئی موجود و بعضے صورت پیر

سب اندیشون سے خالی کرے اور اسکو
دل مجازی کے طرف کہ وہ ایک گوشت کا
ٹکڑا صنوبری شکل ہے۔ بائین طرف کو متوجہ
کرے اور ذکر کرنے مین مشغول کرے اسطرح
کہ کلمہ لا اله کو ناف کے متصل داہنی طرف سے
کھینچے پھر داہنے مونڈھے کو حرکت دیکر
بائین مونڈھے پر پہنچائے اور کلمہ الا الله کو زور
سے دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اوسکی
حرارت تمام اعضا مین پہنچے اور محمد رسول الله
کو بائین طرف سے داہنی طرف کو لیجائے اور طرف
نفی مین تمام موجودات کو فنا کے نظر سے دیکھے
یعنے جب دل مین لا اله الا الله کہے تو اسکی برابر
ہے خیال یہ کرے کہ لا موجود یعنے کوئی موجود
نہین۔ تمام اشیا کو اور اپنے تیئن مٹا دے
اور اثبات کی طرف مین حق سبحانہ کو بقا کی
نظر سے ملاحظہ کرے یعنے جب الا الله کہے تو
یہ یقین کرے کہ جو کچھہ موجود ہے حق ہے
اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب
صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر الله کے اسم
مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھہ زیر ناف
سے کھینچتے ہین۔ اور دل کی زبان سے ذکر کرتے
ہین۔ اور ہیچون کے یعنے خیال مین رکھتے ہین
اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس
ذکر کے پیچھے یہ لحاظ مین رکھتے ہین کہ توئی
مقصود ہے اور توئی موجود ہے اور بعضے اپنے پیر کو

افعال واذکار ظاہری و باطنی کامل
وشافی تر از قول لا الہ الا اللہ نیست
ونیز مشایخ گفتہ اند اگرچہ دل بذکر
گویا گردد از سعی در ذکر نمے باید
ایستاد علی الخصوص پیش از
صبح و بعد عصر و نماز شام و
حضرت خواجہ امام علی حکیم ترمذی
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرمودہ اند
کسے کہ دوام دولت ایمان طلبد
باید کہ در ہر جائے و ہر کارے
عادت وے گفتن کلمہ لا الہ الا
اللہ بود ظلمت شرک خفی ہموارہ
باین کلمہ دور کند و ہم ایشان
فرمودہ اند کہ بیداری دل را
درجات ست و بیداری میسر
نمے شود الا بہ اقتصاد و اقتصاد
دوام ذکر ست در نوم و یقظہ و
بعضے مشایخ ذکر لا الہ الا اللہ را
اختیار کردہ اند و محمد رسول
اللہ را در وے مضمر مے دارند
و مشایخ ما قدس اللہ ارواحہم کلمہ
تمام را مے گویند و قال حجۃ
الاسلام گمان مبر کہ روزن دل
بہ ملکوت بے خواب و بے مرگ
کشادہ نہ گردد کہ این چنین نیست

اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی بہت
کامل وشافی لا الہ الا اللہ سے نہین ہے
اور یہہ بہی مشایخ نے فرمایا ہے
کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جاے
تو بہی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نرہے
علی الخصوص کہ صبح سے پہلے اور عصر اور
شام کے بعد - اور حضرت خواجہ امام علی حکیم
ترمذی رح نے فرمایا ہے کہ جو اپنے ایمان کے
دولت ہمیشہ چاہے وہ اپنے ہر کام
مین اور ہر جائے لا الہ الا اللہ کہنے کے
عادت کر لے ہمیشہ ظلمت شرک خفی کی اس سے
دور کرتا ہے اور یہہ بہی انہون نے فرمایا
ہے کہ بیداری دل کے واسطے بہت درجے
ہین اور دل کی بیداری میسر نہین ہوتی
مگر اقتصاد سے اور اقتصاد کیا ہے دوام
ذکر ہے سوتے اور جاگتے اور بعضے مشایخ
نے ذکر لا الہ الا اللہ اختیار کیا ہے
اور محمد رسول اللہ کو اوس مین مضمر رکہتے
ہین اور ہمارے مشایخ قدس اللہ
ارواحہم تمام پورا کلمہ کہتے ہین -
اور امام حجۃ الاسلام نے فرمایا
ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل کا
روزن ملکوت کی طرف بغیر سونے
کے اور بدون مرنے کے نہین
کہلتا - کیون کہ یون بات نہین ہے

فارسی

تا برسد آنجا بود که باطن او از نفی
بایستد و بجز از اثبات نتواند و ذکر او
الله الله الله شود و آنچه حقیقت کلمه
مراد ست بدرسد و حقیقة الذکر
عبارة عن تجلیة الحق سبحانه
لذاته بذاته من حیث الاسم
المتکلم اظهارا للصفات الکمالیة
و وصفا بالنعوت الجمالیة والجلالیة
و اول تجلی که بر سالک آید در مقامات
سلوک تجلی افعال بود که آن را محاضره
خوانند و آنگاه تجلی صفات شود
که آن را مکاشفه خوانند و آنگاه تجلی
ذات شود آن را مشاهده خوانند و
حضرت خواجه امام ربانی خواجه یوسف
همدانی رحمة الله علیه که سلسله مشایخ
ما قدس الله اسرارهم بایشان می
پیوندد چنین فرموده اند که طالب
را باید شب و روز مستغرق لا اله
الا الله باشد خواب و بیداری بر
گفت وی نفقه کند و دست از
نوافل نمازها و ذکرها و تسبیحها بدارد
و اختصار بر این کلمه کند جائی که
علم لدنی و حکمت آلهی بود و خدمت
بفضل زحمت باشد و در قطع
علائق مخلوقات هیچ آلتی از

اردو

فنا کی حقیقت کو پہنچی۔ تو یہان ہوتا ہے کہ
اوس کا باطن نفی سے پھیر جاتا ہے۔ اور
سواے اثبات کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔
اور اوس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے۔ اور جو
کلمہ کے حقیقت اور سر ہے اوسے پہنچ جاتا ہے کہ
ذکر عبارت ہے اللہ کی تجلی لذاتہ بذاتہ سے
متکلم کی حیثیت سے واسطے ظاہر کرنے صفات
کمالیہ کے اور وصف کرنے صفتون جمالیہ اور
جلالیہ کے آور پہلے جو سالک پر تجلی آتی ہی سلوک
کے مقامات مین وہ تجلی افعال ہوتی ہے اوسی محاضرہ
کہتے ہین اور پھر تجلی صفات ہوتی ہے جسے مکاشفہ کہتے
ہین اور پھر تجلی ذات ہوتی ہے اوسکا نام مشاہدہ
ہے آور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف
ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن سے ہماری مشائخ قدس
اللہ اسرارہم کا سلسلہ جا ملتا ہے۔ یون فرماتے
ہین۔ کہ طالب کو چاہیے کہ رات دن لا الہ
الا اللہ مین مستغرق رہے۔ اپنا سونا۔ اور
جاگنا۔ سب اوسپر صرف کرے۔ اور نفل
نمازون اور ذکرون۔ اور تسبیحون سے باز
رہے۔ فقط لا الہ الا اللہ مین سب صرف
کرے۔ بس اسے کلمہ پہ اختصار کرے۔
جہان علم لدنی ہوا اور حکمت آلہی ہو
وہان نفلون سے خدمت کرنی زحمت
ہے۔ اور مخلوقات کے علاقہ قطع کرنے
کے واسطے کوئی آلہ افعال سے + + +

که او سبحانه خود کار راست کند
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا چون ویرا
بوکیلی گرفتی تو فارغ شدی با
خلق بیامیز وَاصْبِرْ عَلٰى مَا
يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا
یعنی صبر کن بر انچه اہل دنیا طعن
و استخفاف کنند و ایشان را بگذار
گذاشتن نیک این ہمہ تعلیم مجاہدہ
و ریاضت ست تا دل صافی شود
از عبادت خلق و از شہوات دنیا
و از مشغلہ محسوسات و راہ صوفیان
این ست و این راہ نبوت ست
گمان مبر کہ این حال بہ پیغامبران
مخصوص ست زیرا کہ ہر ہمہ آدمیان
در اصل فطرت شایستہ آنست كُلُّ مَوْلُوْدٍ
يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ عبارت ازین شایستگی
ست وَمَنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى عِبَادًا
يُشَاهِدُوْنَ فِيْ حَالِ الْيَقْظَةِ مَا لَا يُمْكِنُ
لِغَيْرِهِمْ اَنْ يَّرَاهُ اِلَّا فِيْ حَالِ النَّوْمِ
لَمْ يَهْتَدِ اِلٰى حَقِيْقَةِ الْاِيْمَانِ بِالنُّبُوَّةِ
و جملہ محققان مجاہدہ اثبات کردہ اند
و مرآن را سبب مشاہدہ گفتہ اند
سہیل بن عبد اللہ مجاہدہ را علت
مشاہدہ گفتہ است قال اللہ تعالیٰ

کہ اللہ آپ اوسکے سب کام بنا دیگا
دیعنے پروردگار مشرق اور مغرب کا نہین
کوئی معبود مگر وہ ہی پس اختیار کر تو اوسکو
وکیل) جب اوسکو وکیل کیا تو سب سے فارغ
ہوا اب خلقت سے مل (یعنے صبر کر جو اہل دنیا
تجھپر طعن کرین اور تیری حقارت کرین اور
اون کو چھوڑ دے اچھی طرح سے) ؛ +
یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس لئے
کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت
اور دنیا کی شہوت سے۔ اور محسوسات کے
مشغلہ سے۔ اور صوفیون کا رستہ یہی ہے
اور یہہ نبوت کی راہ ہے۔ اور یہہ
گمان نہ کرے کہ یہہ امور پیغمبرون سے
مخصوص ہین۔ اس لئے کہ ہر آدمی اصل
فطرت مین اسکے لائق ہے (ہر بچہ پیدا
کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) جس کا
یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی
ہین جو بیداری مین وہ کچھہ دیکھتے ہین
جو اون کے سوا نہین دیکھتا مگر سوتے مین تو
اُس نے ہدایت نہین پائی ایمان بالنبوۃ کی
حقیقت کی) اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت
کیا ہے اور اوسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے
اور سہیل ابن عبد اللہ نے مجاہدہ کو
مشاہدہ کی علت فرمایا ہے ۔
فرمایا اللہ تعالے نے ؛ - +

بلکه اگر به بیداری کسے خویشتن را ریاضت
کند و دل را از دست غضب و شهوت
و اخلاق بد و دنیا یعنی این جهان
بیرون کند و جائے خالی بنشیند و چشم
فراز کند و حواس را معطل سازد
و دل بملکوت مناسبت دهد - الله
الله الله بر دوام گوید بدل نه بزبان
تا چنان شود که از خویشتن و از همه
عالم بے خبر شود و از هیچ چیز خبر
نداشته باشد چون چنین شود اگر
چه بیدار باشد آن روزن کشاده
شود و آنچه دیگران در خواب بینند وے
به بیداری بیند ارواح و فرشتگان
در صورتهائے نیکو وے را پدید
آیند و پیغامبران را علیهم السلام دیدن
گیرد و از ایشان فائده ها گیرد و مددها
یابد و ملکوت آسمان و زمین بوے
نمایند و کسے را که راه کشاده باشد
کار عظیم بیند که در حد وصف نیاید
و اما در بدایت کار تکلف مجاهده
و ریاضات در کار است چنانکه قوله
تعالی واذکر اسم ربک وتبتل
الیه تبتیلا یعنی از همه چیز ها
گسسته گردی و همگی خود را بوے
دهی و بتدبیرهائے مشغول نه گردے

بلکہ اگر کوئی بیداری مین ریاضت کرے
اور دل کو غضب اور شہوت اور
اخلاق بد سے اور بُری کامون سے
اس جہان کے بچائے - اور ایک خالی
جائے بیٹھے - اور آنکھین بند کرے -
اور حواس کو معطل کرے اور دل کو ملکوت
سے مناسبت دے - اور اللہ اللہ ہمیشہ
دل سے کہے زبان سے نہین - اس قدر
کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر
ہو جائے - اور کسی چیز کی خبر نہ رکھے جب ایسا
ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا روزن ملکوت
کی طرف کہلجاتا ہے - جو کچھ اور لوگ خواب
مین دیکھین وہ بیداری مین دیکھ لیتا ہے
ارواحین اور فرشتے اچھی اچھی صورتون
مین اوسے نظر آئین اور پیغمبران علیہم السلام
کو دیکھنے لگے اور اون سے فائدے
حاصل کرے اور اون کی مدد پائی اور
ملکوت آسمان و زمین اوسکو نظر آئین اور
جسکا روزن کہلجاے وہ ایسے کام عظیم
دیکہے جو بیان مین نہین آسکتے - لیکن ابتدا
مین مجاہدہ کے تکلیف ہے اور ریاضتین
درکار ہین چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی
یعنے سب چیزون سے کچھ علاقہ نہ رکھے
اور بالکل اپنے تئین اللہ کو سونپ دے
اور تدبیرون سے مشغول نہ ہو ✦✦✦

مدارک و قوی در نگاه داشت تکلف کند تا آن زمان که بسبب مداومت احضار تکلف از میان برخیزد و اگر درین معنی فتورے واقع شود باسم ذات که الله ہست با توجه بآن معنی مشغول شود تا که ذکر بماند و ہمان حقیقت ذکر حاصل شود اما در ابتدا بواسطهٔ ضعفے که بقیه ہست دریافت این معنی میسر نمی شود ولیکن بتدریج این معنی سر تواند زد و چنان شود که غیر این معنی در نظر بصیرت چیزے نه نماید ہر چند که از خود خواہد که تعبیر کند نتواند انا الحق- ہو الحق و ہو الحق انا الحق گردد

شعر

اے برادر تو ہمین اندیشهٔ	مابقے تو استخوان و ریشهٔ
که گل ست اندیشه تو گلشنی	ور بود خارے تو ہیمه گلخنی

اے عزیز حق سبحانه و تعالے نفس ناطقه را استعداد وے بخشیده ہست که ہر امرے که محقق نفس الامر ہست روے آز درنگ ہمان پذیرد و ہر چیزیرا که نصب العین خود سازد حکم آن گیرد ٥

گر گل گزرد بخاطرت گل باشی   ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل ست اگر روزی چند   اندیشه کل پیشه کنی کل باشی

وطریقے که نگاهداشت این آسان تر باشد آن ست که دم را زیر ناف حبس کرده

تمام مدرکوں اور قوتوں میں خواہ نخواہ نگاہ رکھے جب تک اوسکی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ رکھنا دور ہو جائے- اور جو اس معنی میں کچھ فتور ہو جاے تو اسم ذات یعنے اللہ اوسکے معنے کیطرف مشغول ہو- اوسی معنے سے تاکہ ذکر رہ جاے- اور وہ یہی حقیقت ذکر کی حاصل ہو لیکن ابتدا میں اوس ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل کرنا میسر نہیں ہوتا- مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ اس معنی کے سوا اوسکی بصیرت کی نظر میں کچھ نہیں رہتا ہر چند چاہے یہی تو بھی نہیں بیان کر سکتا انا الحق ہو الحق اور ہو الحق انا الحق ہو جاتا ہے ترجمہ شعر
اے بھائی تو تو فقط اندیشہ ہے ÷ اور باقی تو ہڈیاں اور گوشت ہے ÷ اگر تیرا اندیشہ پھول ہے تو تو باغ ہے ÷ اور جو کانٹا ہے تو ایندھن ہے بھٹی کا ÷ اے عزیز حق سبحانہ تعالی نے نفس ناطقہ کو ایسی استعداد بخشی ہے کہ جس امر کیطرف کہ نفس الامر میں متحقق ہے متوجہ ہو اوسی کا رنگ قبول کرے- اور جس چیز کو اپنا نصب العین اور مد نظر کرے اوس کا حکم حاصل کرے- رباعی
اگر تیری خاطر میں گل گزرے تو گل ہے تو یہ اور جو بلبل بیقرار تو بلبل ہے تو ÷ تو جزو ہے اور حق کل ہے اگر چند روز کل کا اندیشہ کرے تو کل ہو جائے تو یہ آمد و طریق جس سے اسکی نگاہداشت بہت آسان ہو جاے یہ ہے کہ سانس کو زیر ناف حبس کر کے

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا
لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وقال الجنید رحمۃ
اللہ علیہ المشاهدات مواریث
المجاهدات ولا یستقیم النهایات
الا بتصحیح البدایات وذا لا تبتنی
الا بترک العادات وهجران المالوفات
بندگان گفته اند تا صدق مجاهدت
نباشد صفائی نیز نباشد۔
طریق سوم توجه است و مراقبه
این طریق از طریق نفی و اثبات اعلیٰ
و اقرب ست بجذبه و از طریق
مراقبه بمرتبه وزارت و تصرف
در ملک و ملکوت می توان رسید و
اشراف بر خواطر و بنظر موهبت نظر
کردن و باطنی را منور ساختن و
دوام بجمعیت خاطر و قبول و الهام از
دوام مراقبه است و دوام دولت
مراقبه بے مقدمه قطع علائق و
عوائق و صبر بر مخالفت نفس و
احتراز از صحبت اغیار میسر نه گردد
و مراقبه آن ست که آن بیچون و
بیچگون که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد
بے واسطه عبارت عربی و فارسی و عبری
و غیر آن ملاحظه نماید دل خود را از محل
صنوبری دور ندارد و این معنی را بجمیع

اور جنہوں نے مجاہدہ کیا ہماری راہ مین
البتہ ہم اونکو اپنی راہ دکھاتے ہین اور فرمایا
جناب جنید رحمۃ اللہ نے مشاہدے میراث ہین
مجاہدون کی اور نہایت بے صحت ہدایت کے
نہین ہوتی اور یہ بات میسر نہین ہوتی مگر
عادتون کے ترک کرنے سے اور الفت کی چیزون سے
جدا ہونے سے بزرگون نے فرمایا ہے جب تک
صدق مجاہدہ نہوگا صفائی بھی نہوگی۔
دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے اور یہ طریق
نفی و اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے۔ اور
بہت قریب ہے جذبہ سے اور مراقبہ کے طریق
سے پہنچتا ہے مرتبہ کو وزارت اور تصرف کے
ملک و ملکوت مین اور دلون کے خطرے معلوم
کرنے لگتا ہے۔ اور بخشش کی نظر کرنے کو اور کسی
کے باطن منور کر دینے کو۔ اور دوام جمعیت خاطر
اور دلون کے مقبول ہونے کو یہ امور اسی دوام
مراقبہ سے حاصل ہوتے ہین اور دوام دولت
مراقبہ بغیر پہلے ہونے قطع علائق اور عوائق
اور صبر کرنے مخالفت نفس پر اور بچنے اغیار کی
صحبت سے حاصل نہین ہوتا۔ اور مراقبہ کیا ہے
وہ بیچون و بیچگون کے معنے جو مبارک اسم
اللہ سے مفہوم ہوتے ہین بے واسطے کسی
عبارت عربی و فارسی و عبری وغیرہ کے دھیان
مین رکھنی۔ اور اپنے دل کو صنوبری
مقام سے دور نہ رکھے۔ اور اس معنی کو تمام

واشغال ظاہرہ مانع نیاید از وجود این
نسبت وحضورش مانع نیاید از اعمال ظاہرہ
وصف شاہدی وشہودی از نظر
دل برخیزد وچنان وبحر نیستی گم گردد که
از و نه فعل ماند و نه وصف نه اسم و نه ذات
این را بزرگان تعبیر بفناء فنا کرده اند
اگر حق سبحانه تعالی او را ازین مقام ترقی
بخشد و به بقا بعد الفنا رساند از خود
بمحض عنایت نورے بخشد که بآن نور
تواند دید که مشاہده جز او جل ذکره نیست
واشیاء همه مظاہر ومجالی آنحضرت ست
جل ذکره واین معنی ملکه وے گردد او را
از جمله بالغان شمرده اند و برائے
تکمیل ناقصان مقرر شود و اجازه
کرده اند بصحبت و تربیت مستعدان
این طریق و درہمین مقام اگر دل را تمکین
حاصل شده است حالش همه شادی
وفرح بود که کونین در جنب او بمقدار
خردل نیرزد و اگر نظر دل بران بود
که هنوز چیزی مانده است که بآن نرسیده ۱۵
حالش همه شوق وقلق واضطراب و هرگز این اضطراب
واشتیاق از ہیچ کاملے از انبیاء وغیر
ایشان زائل نشده است ہمیشه حق سبحانه
وتعالی دوستان خود را درین فرح
داده واشتیاق مے داد ۞

اور اشغال ظاہری اوسکو اس نسبت سے مانع نہون
اور اوس کو حضور مانع نہو- ظاہری اعمال سے
وصف شاہدی اور شہودی اوس کے دل کی
نظر سے اوٹھ جائے- اور ایسا دریائی ہستی مین
گم ہوجائے کہ اوس سے نہ فعل ہے اور نہ صفت
اور نہ اسم اور نہ ذات- اسکو بزرگون نے فناء فنا کہا ہے
اگر اوسکو حق سبحانہ تعالی مقام ترقی بخشے اور فنا
کے بعد جو بقا ہے اسکو پہنچائے تو اپنے پاس سے
محض عنایت سے ایسا نور بخشتا ہے کہ اوس نور سے
وہ دیکھہ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوائے اللہ کے نہین ہے
اور کل اشیا اوسکے مظہر اور تجلی گاہ ہین- اور
یہ امر اوس کا ملکہ ہوجائے- ایسے شخص کو بالغون
مین سے گنا ہے- اور ناقصون کے کامل کرنے
کو مقرر ہوتا ہے- اور اجازت دی ہے
صحبت اور تربیت کے اونکے جو اس طریق کے مستعد
ہون- اور اسی مقام مین اگر تمکین دل کو حاصل ہوئی
ہے تو اوس کا یہ حال ہے کہ تمام و بالکل خوشی اور فرح ہے
ایسی جسکے مقابل مین دونو جہان رائی کے دانہ کی برابر
بھی نہین اور جو دل کی نظر اوس پر ہے کہ ابھی کچھہ
رہ گیا ہے کہ اوسے نہین پہنچا ہے تو اوس کا
حال تمام شوق و قلق اور اضطراب ہوتا ہے
ہرگز یہ اضطراب و اشتیاق کسی کامل انبیا
اور غیر انبیا سے زائل نہین ہوا ہمیشہ
حق سبحانہ و تعالی اپنے دوستون کو اس خوشی
اور غم اور اشتیاق مین رکھتا ہے ۞

وزبان را لجام ولب را بلب چسپانده
نفس را حبس کند بروجہے کہ دم در درون
بسیار تنگ نشود و در بیرون آمدن و در
درون آمدن نفس ومابین النفسین آگاہی
باشد تا نفسے ازین شغل غافل نگردد و در
نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نشود
تا برسد بآنجا کہ بے تکلف این نسبت حاضر
دل او بود وآگاہی صفت لازم دل گردد
چنانکہ بینائی در باصرہ وشنوائی در سامعہ
اگر کسے را چنان بخود آگاہ گرداند کہ از نہایت
آگاہی وصف شعور بآگاہی او را نماند
نہایت استغراق ست و اوائل درین
حال بعضے را حواس ظاہرہ وباطنہ از
ادراک امور محسوسہ ومعقولہ معطل باشند
ونہایت بیخودی روے نماید و بعضے را
باوجود آنکہ این معنے بکمالہ میسر شود
ہمہ حواس درکار خود باشند واین حال
اشرف واقوی ست براول اگر کسے را
وقوفے بمقاصد ارباب ولایت حاصل
شدہ است یقین او خواہد بود کہ شہود
وحضور ومشاہدہ کہ اہل ولایت را میباشد
عبارت از دوام حصول یاد داشت ست
تعبیر از ان بآگاہی کردہ باشد اگر درین
مقام چنان شود کہ از شعور این نسبت نیز
بے شعور بود وبجز ہستی حق نسبت نماند

اور زبان کو تالو سے اور لب کو لب پر بند
کرکے۔ سانس کو روکے ایسی وجہ سے
کہ سانس اندر بہت تنگ نہو جائے اور
سانس کے باہر آنے اور اندر جانے سے
اور دونو دموں کے درمیان سے آگاہی
ہو۔ کہ نفس یعنے سانس اس شغل سے غافل
نہو جائے اور نسبت حضور مع اللہ مین فتور
کچہہ نہ آجائے تو پہنچے وہان تک کہ بے تکلف
یہ نسبت اوسکے دل مین حاضر ہوا ور آگاہی
دل کی صفت لازم ہو جائے جیسے آنکہو مین
بینائی اور کانون مین شنوائی۔ اگر کسے کو ایسا اپنے
سے آگاہ کرین کہ نہایت آگاہی کے سبب اوسکو
اپنی آگاہی کا ہی شعور نرہے نہایت استغراق
ہے۔ اور اوائل اس حال مین بعضے کے حواس
ظاہر اور حواس باطن امور محسوسہ اور معقولہ کے
دریافت اور معلوم ہونے سے معطل ہو جاتے ہین۔ اور
نہایت بیخودی ہو جاتی ہے اور بعضے کو باوجودیکہ یہ
معنی خوب حاصل کمال کے ساتہہ ہو جاتے ہین سب
اپنے اپنے کام مین لگتے ہین تو یہ حال بہت اشرف اور بہت
قوی ہی پہلے حال سے۔ اگر کسی کو اہل ولایت کے مقصدون کا
حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کریگا کہ شہود وحضور ومشاہدہ
جو اہل ولایت کو ہوتا ہے وہ دوام حصول یاد داشت
ہے اوسکو آگاہی کی عبارت مین ادا کیا ہے اگر اس مقام
مین ایسا ہوجائے کہ اس نسبت کے شعور کا ہی شعور نرہے اور
سوائے ہستی حق کے نسبت نہ رہے ؛

ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد ہر
خاطرے کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیت بیخودی
روے نماید وہیچ طریق ازین اقرب نیست
بسیار باشد کہ چون مرید را قابلیت آن
باشد کہ پیر در وے تصرف کند در اول مرتبہ
وے را بمرتبہ مشاہدہ رساند بزرگان گفتہ
انما صحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا
فمع من یصحب مع اللہ یعنے ہمتے دار
کہ با آگاہی کہ پرتوے ست از تجلی ذاتی
مشرف شدہ از تعلق کونین خلاص
گردی و اگر طاقت این چنین کارے
نداری آگاہ بکسانے باش کہ بہ پرتو
این تجلی مشرف شدہ اند واز خود
رہائی یافتہ وہمت شریف شان از
دلش تعلق بغیر نجات یافتہ در کریمہ
کونوا مع الصادقین اشارہ ہمین ست
و کسے را کہ صفائی فطرت باقی باشد
باشارہ صاحب دولتے کہ بہ شہود
ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت
این دولت حاصل آید بے آنکہ ریاضت
ومحنت بسیار کشد ٭ شعر ٭
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
طعنہ زند بردہ و سخرہ کند بر چلہ ٭

فصل ۳

ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف
متوجہ ہو- جو خطرہ پریشان کرے اوسکو دور
کرے تو کیفیت بیخودی کی حاصل ہو اور اس طریق
سے کوئی اور طریقہ بہت نزدیک نہین ہے- ایسا اکثر
ہوتا ہے کہ مرید مین اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر
اوسمین تصرف کرے تو پہلے ہی دفعہ مین مشاہدہ
کو پہنچا دیتا ہے- بزرگون نے فرمایا ہے یعنے
ایسی ہمت رکھ کہ آگاہی سے جو ایک پرتوہ
ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر کونین کے تعلق
سے خلاصی پائی اور جو ایسی کام کی طاقت
نہین- آگاہ اون لوگون سے ہو جو اس تجلی سے
مشرف ہوئی ہین اور اپنی خودی سے رہائی پائے
ہوئے ہین اور اونکی ہمت شریف غیر کے تعلق
سے نجات پائی ہوئے ہے آیہ کریمہ (ہو تم
ساتھ صادقون کے) مین اسی کی طرف اشارہ
ہے جسکے صفائی فطرت باقی ہوتی ہے وہ
کسی ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے
جو شہود ذاتی کو پہونچا ہوا ہو- تہوڑے عرصہ
مین اس دولت کو پہونچ جاتا ہے بے ریاضت
اور بدون بہت محنت کرنے کے ترجمہ
شعر
جس کو تبریز مین شمس دین سے ایک نظر دیکھ لیا
وہ طعنہ کرتا ہے وہ ہے پردہ اور ہنستا ہے چلہ پہ

فصل ۳

الی میعاد یوم اللقاء زیرا چه هر لحظه که بتجلی
مشرف گشتند بواسطه این تجلی استعداد
دیگر حاصل شود الی غیر النهایه پس هر چند
که زلال تجلیات بیش تشنگی بیش شد
افاضه آبحیات حقیقی منقطع و نه عطش
محبان جمال در نقصان و زوال شعر

شَرِبْتُ الْحُبَّ كَأْسًا بَعْدَ كَأْسٍ
فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِيْتُ

طریق سوم رابطه است به پیر که بمقام
مشاهده رسیده باشد و به تجلیات ذاتیه
متحقق گشته باشد دیدار وے بمقتضاے
هم الذین اذا راؤا ذکر الله ؛
فائده ذکر دهد و صحبت وے موجب هم
جلساء الله نتیجه صحبت مذکور دهد چون صحبت
چنین عزیزے دست دهد اثر آن را
در خود بیابد چندانکه تواند آنرا نگاهدارد
و اگر حاضر نظر میان دو ابروے
وے گمارد و چنان رابطه نماید که بجز وجود
آن عزیز هیچ نماند و از وجود خود منسلخ
گردد و بوجود وے متصف گردد و اگر دران
فتورے واقع شود باز بصحبت وے
رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو
اندازد و همچنین مرة بعد اخری تا آن زمان
که کیفیت معهوده ملکه وے گردد و در غیبت آن

عزیز صورت ویرا در خیال گرفته بجمیع قواے

قیامت تک اس واسطے کہ جب کسی تجلی سے مشرف
ہوتا ہے تو اُس تجلی کے سبب دوسری تجلی کی استعداد
حاصل ہوتی ہے اسی طرح آگے ہوتی چلی جاتی ہے
بے نہایت - تو جسقدر تجلیات زیادہ ہوتی جاتی
ہین اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے - نہ اودہر سے
آبحیات فیض کا منقطع ہونا ادہر سے محبان جمال
کی پیاس کم ہو ترجمہ شعر -
مین نے محبت کی شراب کے پیالے پہلے در پے پیئے
نہ شراب ہو چکی اور نہ مین نے بس کی ؛
تیسرا طریق رابطہ ہے - رابطہ اوسی کہتے ہین کہ جو ایسا
پیر ہو کہ مشاہدہ کے مقام کو پہنچا ہوا ہو اور تجلیات
ذاتیہ سے متحقق ہو اوس کا دیدار بموجب (وہ وہ لوگ
ہین کہ جب اونکو لوگ دیکھین اللہ کا ذکر کرین) ذکر
کا فائدہ دیتا ہے اور اوسکی صحبت بموجب (وہ
اللہ کے ہمنشین ہین) نتیجہ اللہ کی صحبت کا دیتی
ہے جب ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہوا اور
اوس کا اثر اپنے مین پائے جسقدر ہو سکے اسکو
نگاہ رکھے - اگر موجود ہو تو اوسکی دونو ابرو کے درمیان
نظر کرے - اور ایسا رابطہ کرے کہ سوا اُس عزیز کے اور کسیکی
ہستی نہ رہے - اپنی ہستی سے نکلکر اوسکی ہستی سے متصف ہو جائے
اور جب اس مین کچھہ فتور واقع ہو جائے تو پھر اوسکی صحبت مین
رجوع کرے تا اوسکی برکت سے وہ امر حاصل ہو جائے اور اسی
طرح ایک بار دو بار تین بار کرے جبتک وہ کیفیت معلومہ
ملکہ نہو جائے جبتک ایسا کرے اور جب وہ حاضر نہو غائب
ہو تو اوس عزیز کی صورت خیال مین لا کر سب قواے

وبرسماع انکارمکن که سماع را اصحاب سماع
بسیار اند کم گوی وکم خور وکم خسپ و از خلق
بگریز همچنان که از شیر بگریزند و ملازم خلوت خود
باش وبا مردان وزنان ومبتدعان وتوانگران
وعامیان صحبت مدار حلال بخور واز شبه
پرهیز وتاتوانی زن مخواه که طالب دنیا
شوی - و در طلب دنیا دین بباد دهی
بسیار مخند - و بهمه بچشم شفقت نگری
وهیچ فردے را حقیر نشمری - ظاهر خودرا
میاراے - که آرایش ظاهر از خرابی باطن
ست - و با خلق مجادله مکن - واز کسے چیزے
مخواه - وکسے را خدمت مفرماے - و
مشائخ را بمال وتن وجان خدمت کن و
افعال ایشان را انکار منماے که منکر ایشان
هرگز رستگاری نیابد بدنیا واهل دنیا مغرور
مشو - باید که دل تو همیشه اندوهگین باشد
وبدن تو بیمار - وچشم تو گریان - وعمل تو
خالص و دعاے تو بتضرع - وجامهٔ تو کهنه
ورفیق تو درویش - وماية تو فقر - وخانهٔ
تو مسجد - ومونس تو حق سبحانه وتعالے -
وهم از کلمات قدسیه حضرت خواجه این
هشت کلمات اند که بناء طریقه خواجگان
قدس الله اسرارهم بر آنست هوش دردم
نظر برقدم - سفر در وطن - خلوت در انجمن
یادکرد باز گشت - نگاه داشت - یاد داشت

اور سماع کا انکار نہ کر - کہ سماع کے اصحاب بہت
ہین - کم بول اور کم کہا - اور کم سو اور خلقت سے بھاگ
جیسے شیر سے بھاگتے ہین اور اپنی خلوت کا ملازم رہ -
اور مردون اور عورتون اور بدعتیون اور تونگرون اور
عامیون سے صحبت نہ کر حلال کھا - اور شبہ سے پرہیز کر اور
جبتک ہوسکے نکاح نکر کہ دنیا کا طالب ہوگا - اور
دنیا کی طلب مین دین برباد کریگا - بہت نہ ہنس
لوگون کو شفقت کی نظر سے دیکھہ - اور کسی کو بھی حقیر
نہ جان - اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی آرایش
باطن کی خرابی کے سبب سے ہی خلقت سے جھگڑا
نہین - اور کسی سے کچھہ نہ چاہ - اور کسی کو کچھہ
خدمت نفرما - اور مشایخ کے مال وجسم وجان
سے خدمت کر - اور اونکے افعال کا انکار نکر کہ انکا
منکر ہرگز رہائی نہ پائیگا عذاب سے - دنیا اور دنیا
دارون پر مغرور نہو - چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ
اندوہگین رہے - اور تیرا بدن بیمار - اور آنکھین
روتی ہوئین - اور تیرے عمل خالص اور دعا عاجزی
اور گڑگڑانے کے ساتھہ - اور کپڑے پرانے - اور
تیرے رفیق درویش - اور تیری پونجی فقر - اور
تیرا گھر مسجد - اور تیرا مونس حق سبحانہ وتعالی
اور حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ مین سے یہ آٹھہ
کلمہ ہین کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے
طریقہ کا بنا انہین پر ہے - وہ یہ ہین ہوش دردم -
نظر برقدم سفر در وطن - خلوت در انجمن یادکرد
- باز گشت نگاہ داشت - یاد داشت

در بیان کلمات قدسیه خواجه عبدالخالق غجدوانی که سرحلقهٔ سلسلهٔ خواجگان شد لاجرم الفاظ مصطلح ایشان که داشتن طریقه این عزیز ست موقوف برآنست مع فوائد آنست که سالکان این طریقه را از و چاره نیست درین فصل ایراد کردم و حضرت خواجه را وصیت نامه ایست در آداب طریقت که برای فرزند معنوی خود خواجه اولیاء کبیر قدس سرهٔ نوشته اند مشتمل بر فوائد جزیله و عوائد جلیله که ناگزیر بر همه سالکان و مریدان ست و از جمله وصایاست این چند فقره جامعه که ایراد می یابد وصیت می کنم ترا ای فرزند من بعلم و ادب و تقوی در جمیع احوال بر تو باد که تتبع آثار سلف کنی و ملازم سنت جماعت باشی و فقه و حدیث آموزی و از صوفیان جاهل بپرهیزی همیشه نماز بجماعت گزاری بشرط آنکه امام و موذن نباشی هرگز طلب شهرت مکن که شهرت آفت ست و بمنصبی مقید مشو دائم گمنام باش و در قبالها نام خود منویس و بمحکمه قضا حاضر مشو و ضمان کسی مباش و بوصایای مردم در میا و با ملوک و ابنای ملوک صحبت مدار و خانقاه بنا مکن و در خانقاه منشین و سماع بسیار مکن که سماع نفاق پدید آرد و دل را بمیراند

وصایای حضرت خواجه عبدالخالق غجدوانی

بیان مین کلمات قدسیہ کے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح جو سرحلقہ ہین خواجگان کے سلسلہ کے۔ انکی اصطلاح کے الفاظ جنسے انکا طریقہ معلوم ہوتا ہے مع اور فائدون کے جو اس طریقہ کے سالکون کو بہت ضرور ہے اس فصل مین ہم بیان کرتے ہین۔ اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ ہے آداب طریقت مین۔ جو آنہون نے اپنے فرزند معنوی خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کے واسطے لکہا ہے جسمین بہت بڑی بڑی فائدے ہین۔ جو سب سالکون اور مریدون کو بہت ضرور ہین اور اون نصیحتون مین سے یہ چند ایسے فقرے ہین کہ جامع ہین وہ لکہے جاتے ہین شروع مین تجہے وصیت کرتا ہون اے میرے فرزند علم و ادب اور تقوی کو ہر حال مین تو اپنے پر لازم کر لے کہ پیروی آثار سلف کی کرے اور تو ملازم سنت جماعت کا ہو وے۔ اور تو فقہ اور حدیث سیکہہ اور جاہل صوفیون سے کنارہ کر ہمیشہ جماعت سے نماز پڑہے۔ اس شرط سے کہ موذن اور امام تو نہووے۔ ہرگز شہرت طلب نہ کرے کہ شہرت آفت ہے۔ اور کسی منصب کا مقید نہو ہمیشہ گمنام رہ۔ اور قبالون مین اپنا نام نہ لکہہ۔ اور محکمہ قضا مین کبہی نہ جا اور کسی کا ضامن نہو۔ اور لوگون کی وصیتون مین نہ پڑ۔ اور بادشاہ اور شہزادون سے صحبت نرکہہ اور خانقاہ نہ بنا۔ اور خانقاہ مین نہ بیٹہ اور بہت سماع نہ سن کہ بہت سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مرجاتا ہے + + + +

عبدالرحمان الجامی قدس سره السامی در اواخر
شرح رباعیات آورده اند که شیخ ابو الجناب
نجم الدین کبری قدس الله روحه در رساله
فواتح الجمل می فرمایند که ذکری که جاری ست
بر نفوس حیوانات انفاس ضروریه
ایشان ست زیرا که در بر آمدن و فرو رفتن
نفس حرفها که اشارت بغیب هویت حق
سبحانه و تعالی ست گفته می شود اگر خواهند
و اگر نخواهند همین حرفها ست که در اسم مبارک
الله هست و الف و لام از برای تعریف ست
و تشدید لام از برای مبالغه در ان تعریف
پس می باید که طالب هوشمند در نسبت آگاهی
حق سبحانه و تعالی برین وجه باشد که در
وقت تلفظ باین حرف شریف هویت
ذات حق سبحانه و تعالی ملحوظ وی باشد
و در خروج و دخول نفس واقف بود که در
نسبت حضور مع الله فتوری واقع نشود
تا بر شد یا آنجا که بی تکلف نگاه داشت او
این نسبت همیشه حاضر دل او بوده و بتکلف
نتواند که این نسبت را از دل دور کند۔

رباعی

یا غیب هویت آمده ای حرف شناس ؛
انفاس ترا بود بران حرف اساس
باش آگه ازان حرف در امید و هراس
حرفی گفتم شگرف اگر داری پاس

عبدالرحمان جامی قدس سرہ السامی رباعیات کی شرح
کے آخر مین فرماتے ہین کہ شیخ ابو الجناب نجم الدین
کبری قدس سرہ نے رسالہ فواتح الجمل مین فرمایا
ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات کے
نفسون پر یہہ اُن کے انفاس ضروریہ
ہین۔ اسواسطے کہ سانس کے آنے جانے مین جو
حرف مہارت سے ساتھہ غیب ہویت حق
سبحانہ تعالی کے کہے جاتے ہین۔ اگر چاہین
یا نچاہین وہ یہی حرف ہین جو اللہ کے اسم مبارک
مین ہین۔ اور الف و لام تعریف کا ہے اور
لام کی تشدید اوس تعریف کے مبالغے کیواسطے
ہے۔ تو چاہیئے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہ تعالی
کی آگاہی کی نسبت مین ایسی وجہ پر ہو کہ جب
حرف تلفظ مین آئین حق سبحانہ تعالی کی ہویت
ذات اوس کی ملحوظ ہوا ور سانس کے اندر جانے
اور باہر آنے مین واقف ہو کہ نسبت حضور مع
اللہ مین کچھہ فتور نہ پڑے۔ یہان تک کہ وہان
پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگاہداشت
ہمیشہ اوس کے دل مین حاضر ہے ایسے کہ
تکلف سے بھی اس نسبت کو دل سے دور نکر سکے

ترجمہ رباعی

غیب کے ساتھہ ہویت ہے اے حرف پہچاننے والے
تیرے سانسون کی اوسی پہ بنیاد ہے ؛
اوس حرف سے آگاہ رہو ہر حال مین
مین نے یہ ایک نادر بات بتائی ہے اگر تو نگاہ رکھے

وغیر این ہمہ پنداشت وپوشیدہ نماند
کہ سہ کلمہ دیگر اند از جملہ مصطلحات این طائفہ
علیہ وآن وقوف زمانی - و وقوف عددی
و وقوف قلبی کہ جملہ یازدہ ہست مولانا سعد الدین
کاشغری قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ ہوش
در دم یعنے انتقال از نفسے بہ نفسے مے باید
کہ از سر غفلت نباشد از سر حضور باشد
و ہر نفسے کہ مے زند از حق سبحانہ وتعالیٰ
خالی وغافل نباشد و حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہٗ مے فرمودہ اند کہ درین
طریقہ رعایت وحفظ نفس مہم داشتہ
اند یعنے مے باید کہ جمیع انفاس برنعت
الحضور وآگاہی مصروف شود و اگر کسے
محافظت نفس نمے کند مے گویند کہ فلان
کس گم کردہ ہست یعنے طریق و روش
گم کردہ ہست و حضرت خواجہ بہاؤ الدین
قدس سرہ فرمودہ اند کہ بنا رکار درین
راہ بر نفس باید کرد و نفس رانگذارد
کہ ضائع گردد و در خروج و
دخول وحفظ ما بین النفسین سعی نماید
کہ بغفلت فرو نرود و بر نیاید -

ـــہ

ای بانہ بجر علم برساحل ہیں	در بحر فراغ ست وبرساحل شین
بردار صفا نظر زموج کونین	آگاہ بہ بحر باش بین النفسین

حضرت خواجہ مولانا نور الدین

اوران کے سوا سب نصیحت ہے دوسرے اور تین
کلمے ہین- اصطلاحون مین سے- اس طریقہ علیہ کے
ایک وقوف زمانی اور ایک وقوف عددی اور
وقوف قلبی تو سب گیارہ کلمے ہین مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ ہوش در دم یعنے انتقال ایک نفس سے دوسرے
نفس کی طرف چاہئے کہ غفلت سے نہو حضور کے
ساتھ ہو- جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل
نہو اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ
نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ مین نفس کی رعایت و
نگہبانی بہت ضرور ہے یعنے چاہئے کہ ہر سانس
ساتھ حضوری اور آگاہی کے مصروف ہو- اور
جو کوئی رعایت سانس کی نہین کرتا تو کہتے
ہین- فلان شخص طریقہ بھول گیا- اور حضرت
خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ اس راہ مین کام کی بنا سانس پر کرنی
چاہئے کہ سانس ضائع نہو- باہر اسکے
اور اندر جانے مین اور ان دونون
سانسون مین نگاہبانی چاہئے- اور
کوشش چاہئے کہ غفلت سے نہ آئین
جائین- ترجمہ رباعی اے دریائے علم چھوڑ کر کنارہ
پسند ہے ہوئی- دریا مین فراغت ہے کنارہ پر برائی
دونو جہان کی موج سے صاف نظر اٹھالے دریا سے
آگاہ ہو درمیان دو سانسون کے حضرت
خواجہ مولانا نور الدین ؛- ؛-؛

سفر در وطن

سفر در وطن آنست کہ سالک در طبیعت
بشری سفر کند یعنے از صفات بشری بصفات
ملکی و از صفات ملکی بصفات رحمانی بحکم
تخلقوا باخلاق اللہ انتقال فرماید و
حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس
سرہٗ فرمودہ اند کہ شخصے خبیث بہر جای
کہ انتقال کند خباثت از وے زائل نشود
تا انتقال نکند از صفات خبیثہ بدانکہ احوال
مشایخ طریقت قدس سرہٗ در اختیار سفر
و اقامت مختلف ست بعضے از ایشان در
بدایت سفر کنند و در نہایت مقیم شوند
و بعضے در بدایت مقیم شوند و در نہایت
سفر کنند و بعضے در بدایت و نہایت
مقیم شوند و سفر نکنند و بعضے در بدایت
و نہایت سفر کنند و مقیم نشوند و ہر طائفہ
ر از ین چار فرقہ در سفر و اقامت نیتے
صادق و غرضے صحیح ست چنانچہ در ترجمہ
عوارف مشروح ست اما طریقہ خواجگان
قدس اللہ تعالی ارواحہم در سفر و اقامت
آنست کہ در بدایت حال چندان سفر
کنند کہ خود را بملازمت عزیزے رسانند
پس در خدمت وے مقیم شوند و اگر ہم
در دیار خود کسے را از ین طائفہ یابند ترک
سفر کردہ بملازمت وے شتابند و سعی جمیل
در تحصیل ملکہ آگاہی بتقدیم رسانند بعد از

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے
سفر کرے یعنے صفات بشری سے صفات ملکی کے
طرف۔ اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کیطرف
بموجب تخلقوا باخلاق اللہ (اللہ کی عادتین
اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری
قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جہجای انتقال
کرے۔ یعنے جہان جائے اوسکی خباثت موقوف نہین
ہوتی جب تک اون صفات خبیثہ کو ترک نہ کرے۔ جاننا
چاہئیے کہ مشایخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے
اختیار کرنے مین مختلف ہے بعضے انمین سے ابتدا مین
سفر کرتے ہین۔ اور انتہا مین اقامت اختیار کرتے
ہین۔ اور بعضے ابتدا مین مقیم ہوتے ہین۔ اور
آخر مین سفر کرتے ہین۔ اور بعضے اول اور آخر
مقیم ہی رہتے ہین۔ سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ
سفر ہی کرتے ہین۔ اقامت نہین کرتے اور ان
چار فرقون مین ہر فرقہ کے سفر اور اقامت مین
نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ عوارف
کے ترجمہ مین مشروح ہے۔ لیکن طریقہ خواجگان
قدس اللہ ارواحہم کا سفر اور اقامت مین
یہ ہے کہ ابتداے حال مین اتنا سفر کرتے ہین
کہ کسی بزرگ کی ملازمت مین پہنچ جائین اور پھر
اوسکی خدمت مین اقامت کرین اور جو اپنے ہی ملک
مین یا شہر مین کسی ایسے کو پالیتے ہین تو سفر ترک
کرکے اوسکی ملازمت مین رہتے ہین اور خوب کوشش
کرتے ہین۔ ملکہ آگاہی کے حاصل کرنے مین۔ بعد

پوشیده نماند غیبت هویت که حضرت
عبدالرحمن جامی عارف ربانی درین
رباعی گفته اند باصطلاح اهل تحقیق عبارت
ست از ذات حق سبحانه و تعالی باعتبار
لاتعین یعنے بشرط اطلاق حقیقی که مفید نیست
باطلاق نیز ممکن نیست که درین مرتبه
هیچ علمے و ادراکے هرگز بوئے متعلق گردد
و ازین حیثیت مجهول مطلق ست ه
نظر بر قدم آنست که سالک را در رفتن و
آمدن در شهر و صحرا و همه جا نظر بر پشت
پای او باشد تا نظر او پراگنده نشود و بجائے
که نباید نیفتد و سے شاید که نظر بر قدم
اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع
مسافات هستی و طے عقبات خود پرستی
یعنے هر جا که نظرش منتهی شود فی الحال قدم
آنجا نهند و آنکه ابو محمد رُوَیم قدس سرهٗ
گفته است کادب المسافر ان لایجاوز
همته قدمه اشارت باین معنی ست و
حضرت عارف سبحانی عبدالرحمن جامی
قدس سرهٗ السامی در کتاب تحفة الاحرار
در منقبت حضرت خواجه بهاؤ الدین قدس
سرهٗ این مضمون را چنین بنظم آورده اند

ابیات

کم زده بی همدمی هوش دم — ور نگذشته نظرش از قدم
بسکه ز خود کرده بسرعت سفر — باز نمانده قدمش از نظر

پوشیدہ نہ رہے کہ غیبت ہویت جو حضرت
عبدالرحمان جامی عارف ربانی نے یہ رباعی
فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہے
ذات حق سبحانہ تعالی سے۔ باعتبار لاتعین کے
یعنے بشرط اطلاق حقیقی کے کہ مفید نہین اطلاق
سے بھی۔ ممکن نہین ہے کہ اس مرتبہ مین کوئی
علم اور کوئی ادراک ہرگز اوس سے متعلق ہو۔
اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے۔
نظر بر قدم یہہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے
مین شہر اور جنگل مین سب جگہہ پشت پا
پر رہے اس لئے کہ اوسکی نظر پریشان نہو
جہان نچاہئے وہان نہ جا پڑے۔ اور یون بھی
ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو۔ سرعت سیر
سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے مین۔
اور خود پرستی کی گہاٹیان طے کرنے مین یعنے جس
جا لے اوسکی نظر منتہی ہو فوراً اوس پر قدم رکھے۔
اور وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ
مسافر کا ادب یہ ہے کہ اوسکی ہمت اوسکے قدم سے
تجاوز نہ کرے) اشارہ اسی طرف ہے۔ اور
حضرت عارف سبحانی عبدالرحمان جامی قدس
سرہٗ نے ایسا ہی کتاب تحفۃ الاحرار مین منقبت
مین حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہٗ کے
یہ مضمون اس طرح نظم مین لائے ہین۔

کم زده بی همدمی هوش دم — ور نگذشته نظرش از قدم
بسکه ز خود کرده بسرعت سفر — باز نمانده قدمش از نظر

دل از حشویات صور کونیہ خلاص یافت
و نور و صفا ویرا گرفت و ظلمات خواہشہائے
طبعی زایل شد و رقبول تجلیات ذات و
صفات الہیہ حاجت سیر و سلوک ندارد
زیراکہ سیر و سلوک و سے عبارت از تصفیہ
و تصقلہ وجہ قلب ست چون آن صفاو صقالت
رسید از سفر سیر و سلوک مستغنی شد —
خلوت در انجمن از حضرت خواجہ بہاؤ الدین
قدس اللہ سرہ پرسیدند کہ بنا طریقہ شما برچیست
فرمودہ خلوت در انجمن بظاہر با خلق
و بباطن با حق سبحانہ تعالیٰ کہ مضمون
حدیث الصوفی ھو الکائن والباطن

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
اینچنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

انچہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرمودہ است کہ —
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ تعالیٰ اشارت باین مقام ست
فرمودہ اند کہ نسبت باطنی درین طریقہ
چنان افتادہ ست کہ جمعیت دل در
ملا و در صورت تفرقہ بیشتر ازان بود
کہ در خلوت فرمودہ اند کہ طریقہ ما صحبت
ست کہ در خلوت شہرت و در شہرت
خیریت و جمعیت در صحبت بشرطے کہ نفی
بود در یکدیگر خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ

صور کونیہ کے حشویات سے خلاص ہوتا ہے
اور نور و صفا اوسکو حاصل ہو جاتا ہے - اور طبعی
خواہشون کے ظلمات زائل ہو جاتے ہین - تو
وہ تجلیات ذاتیہ اور صفاتیہ الہیہ کا قبول
کرنیوالا ہو جاتا ہے - کچھ حاجت سیر و سلوک
کی نہین رکھتا - اسواسطے کہ اوسکا سیر و سلوک
تصفیہ و تصقلہ قلب کی وجہ کا ہے - جب وہ
صفا اور صقالت کو پہنچ گیا سفر سیر و سلوک سے
مستغنی اور بے پروا ہو گیا — خلوت در انجمن حضرت
خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ سے پوچھا کہ
آپکے طریقہ کی بنا کس چیز پہ ہے فرمایا خلوت
در انجمن یعنی بظاہر با خلق - اور بباطن با حق سبحانہ
کہ حدیث شریف کا مضمون ہے اَلصُّوْفِیُّ ھُوَ
اَلْکَائِنُ وَالْبَائِنُ — ترجمہ شعر

باطن مین آشنا ہوا ور ظاہر مین بیگانہ رہ
ایسا زیبا روش شخص جہان مین کم ہوتا ہے

وہ جو حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (وہ
ایسے لوگ ہین کہ اونکو سوداگری اور خرید و فروخت
اللہ کے ذکر سے غافل نہین کرتے -) وہ اسی
مقام کا اشارہ ہے - فرمایا ہے کہ باطنی -
نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے - کہ ظاہر مین جمعیت دل
کی اور تفرقہ کی صورت مین اس سے زیادہ جو خلوت مین
ہو - اور فرمایا ہے ہمارا طریقہ صحبت ہے کہ خلوت مین شہرت
ہوتی ہے - اور شہرت مین آفت ہے - خیریت و جمعیت صحبت
مین ہے بشرطیکہ باہم گر نفی ہو خواجہ اولیا کبیر قدس سرہ نے

خلوت در انجمن

حصول صفت ملکه سفر و اقامت علی السویه
است حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سره فرموده اند که مبتدی را در سفر جز
پریشانی هیچ حاصل نیست چون طالبی
بصحبت عزیزی رسد ویرا می باید که اقامت
کرده قیام خدمت وے نموده وصف تمکین
حاصل کند و ملکه نسبت خواجگان قدس
الله تعالی ارواحهم بدست وے باید آورد
بعد از ان بهر جا که بود هیچ مانع نیست

رباعی

یارب چه خوش ست بیدهان خندیدن
بیواسطهٔ چشم جهان را دیدن
بنشین و سفر کن که بغایت خوب ست
بے منت پا گرد جهان گردیدن

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمان جامی قدس
سره در اشعة اللمعات در شرح این بیت که

ع

آئینه صورت از سفر دورست
کان پذیرای صورت از نورست

چنان فرموده اند که بجانب صورت سفر کند
و جنبش نماید زیرا که پذیرائی صورت او جهت
صفاء و نوریت وجه خود شده است هرچه
در مقابله وے می افتد در وے مینماید و صورت
آن در وے منطبع میگردد بے حرکت وے
بسوئے صورت همچنین چون آئینه معنوی

حاصل ہونے صفت کے ملکہ کے سفر اور اقامت
دونو برابر ہین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر مین
سواے پریشانی کے اور کچھہ حاصل نہین جب
کوئی طالب کسی بزرگ کی صحبت مین پہنچے اوسے
چاہئے کہ اقامت کرکے اوسکی خدمت مین رہے
اور وصف تمکین حاصل کرے۔ اور ملکہ نسبت
کا خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل
کرے اسکے بعد جہان ہو کچھہ مانع نہین۔

ترجمہ رباعی

یارب کیا اچھا ہے بے مُنہ کے ہنسنا
اور بے واسطے آنکھہ کے دیکھنا
بیٹھہ جا اور سفر کر کہ یہ بہت اچھا ہے
بے پاؤن کے جہان مین سیر کرنا

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمان جامی قدس
سرہ نے اشعة اللمعات مین اس بیت کی شرح مین کہ

ع

آئینہ صورت از سفر دورست
کان پذیرای صورت از نورست

یون فرمایا ہے کہ صورت کیطرف سفر نہین کرتا ہی
اسواسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا اور نوریت
اپنی وجہ کے ہوا ہے جو کچھہ اوسکے مقابل مین آئے
اور صورت دکھائی اوسکی صورت اوسمین منطبع
ہوجاتی ہے اور وہ آئینہ کچھہ حرکت صورت
کے طرف نہین کرتا اسی طرح دل کا آئینہ معنوی

موافقت شیخ بدل گوید نه بزبان ودر حبس
نفس صبر کند در یک نفس سه بار گوید چنانکه
اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت خواجه
عبید الله احرار قدس سرهٔ در بعضے از
کلمات قدسیه نوشته اند که مقصود
از ذکر آنست که دل همیشه آگاه بحق سبحانه
تعالی باشد بوصف محبت و تعظیم اگر
در صحبت ارباب جمعیت این آگاهی حاصل
شود خلاصه ذکر حاصل شد و اگر در صحبت
این آگاهی حاصل نشود طریق آنست که ذکر
گفته شود بطریقے که در فصل سابق گذشته
و بازگشت عبارت ست از ملاحظه ذکر
یعنے هر بارے که بزبان و دل کلمه طیبه
بگوید باید که در عقب آن بهمان زیاده
گوید خداوندا مقصود من توئی و رضای تو
زیرا که این کلمه بازگشت نفی کننده هر
خاطرے راکه بیاید از نیک و بد تا ذکر
او خالص ماند و سر او از ما سوی فارغ
گردد و اگر مبتدی در بدایت ذکر بکلمه باز
گشت از خود صدقے در نیابد باید که ترک
آن نکند زیرا که بتدریج آثار صدق بظهور
مے یابد و نگاهداشت و آن عبارت از
مراقبه خواطر ست چنانکه در یک دم چند
بار کلمه طیب بگوید تا خاطر بغیر نرود و
حضرت مولانا سعد الدین قدس سره در معنی این کلمه

موافق شیخ کے - دل سے کہے زبان سے نہین
اور سانس کو روکے - ایک سانس مین تین
دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کی حلاوت کا اثر دل مین
پہنچے اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہٗ نے اپنے بعضے کلمات قدسیہ مین لکھا ہے
کہ ذکر سے مقصود یہہ ہے کہ دل ہمیشہ حق سبحانہ
تعالی سے آگاہ رہے - محبت اور تعظیم کے ساتھ
- اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت مین حاصل
ہو جائے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا اور جو
صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہو تو یہ طریقہ ہے
کہ ذکر کیا جائے - اوس طرح جس طرح پہلی
فصل مین گزرا ہے - اور بازگشت کہتے ہین ذکر
کے ملاحظہ کو یعنے ہر دفعہ جب زبان و دل سے
کلمہ طیبہ کہے تو اوسکے پیچھے اوسی زبان سے کہے
کہ الہی میرا مقصود توئی ہے اور تیری رضا
اسواسطے کہ یہ کلمہ بازگشت نفی کرنے والا ہے
ہر خطرہ کا نیک و بد جو آئے تاکہ اوس کا ذکر
خالص ہو جائے اور اوسکا خیال ماسوا سے
فارغ ہو اگر مبتدی شروع مین بازگشت کے
کلمہ کا صدق اپنے مین نپائے - تو چاہیئے کہ ترک
نہ کرے اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور
ہو جائیگا - نگاہداشت کہتے ہین خطرون کے
مراقبہ کو ایک دم مین کئی دفعہ کلمہ طیبہ کہے تاکہ
غیر کا خطرہ نہ آئے حضرت مولانا سعد الدین قدس
سرہ نے اس نگاہداشت کے کلمہ کے یہ معنے

فرموده اند که خلوت در انجمن آنست که
اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبه برسد
که اگر ببازار در آید هیچ سخن و آواز کسی از
بازاریان نشنود از استیلاء ذکر بر حقیقت
دل حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سره فرموده اند که بسبب اشتغال بذکر از
روی جد و اهتمام در مدت پنج شش روز
باین مرتبه میرسد که همه آوازها و حکایات
مردم ذکر نماید و سخن که گوید ذکر شنود در
جمع قاضی محمد قدس سره منقول ست
که حضرت خواجه عبید الله احرار فرموده
اند که در ابتداء سلوک ذکر بر من چنان
مستولی بود که اگر بادے می وزید یا برگ درختے
مے جنبید یا آواز گفتگوے مردمان بگوش
من میرسید همه ذکر شنید پنداشتم هرکرا در
بدایت حال چنان نشود نهایت ذکر نهایت
کمالات ذات نرسد یاد کرد و آن عبارت
از ذکر لسانی و با قلب ست حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سره فرموده
اند که طریق تعلیم ذکر آنست اول شیخ بدل
گوید لا اله الا الله محمد رسول الله مرید دل خود را
حاضر کند و بمقابله دل شیخ بدارد و چشم فراز
کند و دهان استوار دارد و زبان را بکام
چسپاند و دندانها بر هم نهد و نفس را
بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند

فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہہ ہے کہ اشتغال
و استغراق ذکر مین اس مرتبہ کو پہنچے کہ اگر
بازار مین آئے بازار والون کی کوئی بات
اور آواز نہ سنائی دے ایسا غلبہ ذکر
دل کی حقیقت پر ہو- خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر مین مشغول ہونا کوشش
و اہتمام سے پانچ چھہ روز مین حاصل ہو جاتا
ہے کہ سب آوازین اور حکایتین لوگونکے
ذکر معلوم ہوتی ہین- اور جو بات کرتا ہے ذکر
سنائی دیتا ہے- قاضی محمد قدس سرہ کے جمع
مین منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ابتداے سلوک مین
ذکر مجھپر اسقدر غالب تہا کہ اگر ہوا بہی چلتی تہی
یا کسی درخت کا پتہ کہڑکتا تہا- یا کسی آدمی کی
آواز میرے کان مین پہنچتی تہی سب مجکو ذکر معلوم
ہوتا تہا جسکا ابتدا مین حال ایسا نہو وہ نہایت
مین کمالات ذات کو نہین پہنچتا ہے- یاد کرد کہتے
ہین ذکر زبانی دل کے ساتھہ- حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ
ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل مین کہے
لا اله الا الله محمد رسول اللہ- مرید اپنا دل حاضر
کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ مین رکہے اور آنکہین
بند کرے اور منہ مضبوط بند کرے اور زبان کو تالو
سے لگاے- اور دانت دانتون پر رکہے اور
سانس کو ٹہہرائے اور خوب قوت و تعظیم سے ذکر

بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یاد داشت
وحضرت خواجہ احرار در شرح این چہار
کلمہ کہ مذکور شد این عبارت فرمودہ
اند کہ یاد کرد عبارت از تکلف ست
در ذکر و بازگشت عبارت از رغبت
بحق سبحانہ و تعالی بربان وجہ کہ ہر بار
کہ کلمہ طیب را گویند از عقب آن بدل
اندیشد کہ خداوندا مقصود من توئی و
نگاہداشت عبارت از محافظت این رجوع
ست و یاد داشت عبارت از رسوخ ست
در نگاہداشت۔ و وقوف زمانی حضرت بہاؤالدین
قدس سرہ فرمودہ اند وقوف زمانی کہ کار
گذارندہ راہ ہست آنست کہ بندہ واقف
احوال خود باشد در ہر زمانے کہ صفت و
حال او چیست موجب شکر ست یا موجب عذر و حضرت
مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ فرمودہ اند و
در حال بسط بشکر فرمودہ اند کہ رعایت این
دو حال وقوف زمانی ست و ہم حضرت خواجہ
بزرگ فرمودہ اند کہ بنای کار سالک را در وقوف
زمانی بر ساعت نہادہ اند تا دریابد نفس شود
کہ بحضور میگذرد یا بغفلت کہ اگر بر نفس بنا نکنند
دریابندہ این دو صفت نشود و وقوف زمانی
عبارت از محاسبہ ست حضرت خواجہ بزرگ فرمودہ
اند کہ محاسبہ آنست کہ ہر ساعتے کہ آنچہ بما
گذشتہ ہست محاسبہ میکنیم کہ غفلت

بواسطہ حب ذاتی کے کنایہ حضور یاد داشت
سے اور حضرت خواجہ احرار نے ان چارون
کلمون کی شرح جو مذکور ہوئے ہین یون فرمائی
ہے کہ یاد کرد ذکر مین تکلف ہے اور
بازگشت حق سبحانہ تعالے سے رغبت اس
وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیبہ کہے اوسکے پیچھے
کہے کہ خداوندا میرا مقصود توئی ہے اور
نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے۔
اور یاد داشت رسوخ نگاہداشت سے۔
وقوف زمانی حضرت خواجہ بہاؤالدین
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی یہ
ہے کہ بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت
کہ اوسکا کیا حال اور کیا صفت ہے۔ شکر کے
لائق ہے یا عذر کے۔ اور حضرت مولانا یعقوب
چرخی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اور بسط کے
حال مین شکر ہے کہ رعایت ان دونون حال
کی وقوف زمانی ہین اور یہی حضرت خواجہ
بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنا رکار
وقوف زمانی مین ساعت پہ مقرر ہے کہ
معلوم کرے نفس کو کہ حضور مین گذرتا ہے یا
غفلت مین۔ اگر سانس پہ بنا نہ کرین تو ان
دونو صفتون کو معلوم نہین کرنے کا وقوف زمانی
محاسبہ ہے حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے
کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت ہم پہ گذری
ہے محاسبہ ہم کرتے ہین کہ غفلت

فرمودہ اند باید کہ یک ساعت و دو ساعت
و زیادہ از دو ساعت آنقدار کہ میسر شود
خاطر خود را نگاہدارد کہ غیرے بخاطر وی نگذرد
از خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کہ از کبار
اصحاب و مخصوصات حضرت خواجہ
عبید اللہ احرار بودند منقول ست کہ
فرمودہ اند کہ ملکہ در نگاہداشت بآن وجہ
رسیدہ است کہ از وقت طلوع فجر
تا چاشت بلند دل را از خطور اغیار
نگاہ می توان داشت بر وجہے کہ درین
مقدار زمان قوت متخیلہ از عمل خود معزول
گردد- پوشیدہ نماند کہ عزل قوت متخیلہ
بتمامہا از عمل اگرچہ نیم ساعت باشد نزد
اہل تحقیق امرے بغایت عظیم ست و آن
از نوادر ست و بعضے اکمل اولیا را احیاناً
این معنی دست مے دہد چنانکہ حضرت شیخ
محی الدین ابن العربی قدس اللہ تعالیٰ سرہ
در فتوحات مکی آنجا کہ بیان سجود قلب کردہ
اند ور اسئولہ واجوبہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ تحقیق این کردہ اند +

یادداشت

یاد داشت کہ مقصود ازین بلطف عبارت
از دوام آگاہی است بحق سبحانہ تعالیٰ
بر سبیل ذوق و بعضے باین عبارت گفتہ
اند کہ حضور بے غیبت ست و نزد اہل تحقیق
مشاہدہ کہ استیلاء شہود حق ست بر دل

فرمائی ہین- چاہیئے کہ ایک ساعت دو ساعت
اور دو ساعت سے زیادہ جسقدر ہو سکے اپنی
خاطر کو نگاہ رکھے- کہ غیر کا خطرہ اسمین
نہ آئے- حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ جو
بڑے اصحاب اور مخصوصان حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے ہین ایسے
منقول ہے کہ ملکہ نگاہداشت مین اوس وجہ
سے پہونچا ہے- کہ طلوع فجر سے جبتک چاشت
کا وقت بلند ہو- دل کو اغیار کے خطرون سے
نگاہ رکھہ سکتا ہے ایسی طریقہ پر کہ اس قدر
وقت مین قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہوجائے
پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول
ہوجانا اگرچہ آدہی ساعت ہو- اہل تحقیق
کے نزدیک ایک امر اعلیٰ ہوا ہے بہت بڑا اور
یہ نوادر سے ہے اور بعضے بڑے اہل کمال
کو یہ بات کبہی کبہی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات
مکی مین جسجاے بیان سجود قلبی کا کیا ہے سوال و
جواب مین خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس
اللہ سرہ کے اس امر کی تحقیق کی ہے یادداشت
اس سے مقصود دوام آگاہی ہے- حق
سبحانہ تعالےٰ سے بر سبیل ذوق کے
اور بعض نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے
کہ استیلاء شہود حق ہے- دل پر-

نسبت با اہل ہدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ
آن آثار تصرفات جذبات الوہیت بود
حضرت خواجہ علاء الدین فرمودہ اند چہ
آن کیفیتی و حالتے ست کہ موصول ست بمرتبہ
قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف میشود
نسبت با اہل نہایت وقوف عددی کہ اول
مرتبہ علم لدنی ست آن باشد کہ ذاکر
واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب
اعداد کونی ہمچنانکہ واقف ست بر سریان
واحد عددی در مراتب اعداد حسابیہ

شعر

اعداد کون در صورت کثرت نمایشے ست
فالکل واحد تجلی بکل شان
یکے از اکابر محققان این مضمون را چنین گفتہ

ع

کثرت چو نیک در نگری عین وحدت ست
ما را شکے نماند درین گر ترا شکے ست
در ہر عدد کہ بنگری از روی اعتبار
گر صورتش نہ بینی در مادہ اش یکیست

در شرح عبارات فرمودہ **ع**

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساری ست احد در ہمہ افراد عدد
زیراکہ عدد گرچہ برون ست ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

بحقیقت این وقوف ست کہ اول مرتبہ علم لدنیست

اہل ہدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ
تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ
ہو جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہے
اسلئے کہ وہ ایک کیفیت اور حال ہے جو قرب کے مرتبے سے
وصل ہے - اور علم لدنی اس مرتبہ میں کشوف ہوتا ہے اور
اہل نہایت کی نسبت وقوف عددی کا جو اول مرتبہ علم لدنی
کا ہے یہ ہو - کہ ذاکر واقف ہو - واحد حقیقی
کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب مین جیسے
واقف ہے واحد عددی کے سریان کا -
اعداد حسابی کے مراتب مین **ع**

جہان کے اعداد اور کثرت ایک نمائش ہے
سب احد ہے کہ ہر شان مین تجلی کر رہا ہے

اور بڑے محققون مین سے ایک بزرگ نے اس
مضمون کو یون فرمایا ہے **ع**

کثرت جو غور سے دیکھو عین وحدت ہے
مجھکو کچھ شک نہین رہا اگر تجھکو کچھ شک ہے
ہر عدد مین اعتبار کی روسے اگر اوسکی
صورت نہ دیکھے تو اوسکی مادہ مین ایک ہے

اور شرح عبارات مین فرمایا ہے **ع**

اہل کشف و اہل خرد کے مذہب مین
واحد سب افراد مین سریان کئے ہوئے ہے
کیواسطے کہ اعداد اگرچہ حد سے باہر ہے
اوسکی صورت اور مادہ واحد ہی ہے

اور حقیقت مین یہہ وقوف ہے جو
علم لدنی کا اول مرتبہ ہے -

وقوف عددی

چیست وحضور چیست می بینم که همه
نقصان ست بازگشت مے کنم وعمل از
سر مے گیریم بو قوف عددی وآن عبارت
از رعایت عدد هست در ذکر حضرت خواجه
بزرگ بهاؤ الدین قدس الله تعالی سره
فرموده اند که رعایت عدد در ذکر قلبی
برائے دفع خواطر متفرقه هست وانچه در
کلام خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم
واقع ست که فلانے مر فلانے را بو قوف
عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی ست با
رعایة عدد نه مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی
وذاکر را باید که در یک نفس سه کرت یا پنج
کرت یا هفت کرت یا بست ویک کرت ذکر
گوید وعدد طاق را لازم شمرد وحضرت خواجه
علاء الدین عطار قدس الله تعالی روحه
فرموده اند بسیار گفتن شرط نیست باید
که هر قدر که گوید از سر وقوف وحضور باشد
تا فائده این مرتب گردد وچون در ذکر
قلبی عدد از بست ویک بگذرد واثر ظاهر
نشود دلیل باشد به بیحاصلی آن عمل و
اثر ذکر آن بود که در زمان نفی وجود بشریت
منفی شود ودر زمان اثبات اثرے از آثار
تصرف جذبات الوهیت مطالعه افتد وانکه
حضرت خواجه بزرگ فرموده اند که وقوف
عددی اول مرتبه علم لدنی ست میتواند بود که

کیا ہے اور حضور کیا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ سب
نقصان ہے - باز گشت کرتے ہین - اور نئے
سرے سے عمل کرتے ہین - وقوف عددی
رعایت عدد کی ہے ذکر مین حضرت خواجہ
بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالے سرہ
نے فرمایا ہے کہ رعایت عدد کی ذکر قلبی
مین واسطے دفع کرنے خواطر متفرقہ کے ہے
اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے
کلام مین واقع ہے کہ فلان نے فلان کو وقوف
عدد فرمایا اوس سے مقصود ذکر قلبی ہے عدد
کی رعایت کے ساتھ - نہ فقط عدد کی رعایت
ذکر قلبی مین اور ذاکر کو چاہئے ایک سانس مین
تین دفعہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار یا اکیس ۲۱
بار ذکر کرے - اور طاق عدد کو لازم کرلے
حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ
روحہ نے فرمایا ہے بہت کہنے کی شرط نہین
چاہئے کہ جسقدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ
کہے کہ فائدہ ہوا اور جب ذکر قلبی مین عدد
اکیس سے بڑہ جائے اور اثر ظاہر نہو تو یہ
بیحاصلی کی دلیل ہے اوس ذکر کے اور ذکر کا
اثر اسے کہتے ہین کہ نفی کے وقت بشریت کے
وجود کی نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت
جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دہیان
مین آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہے کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہو سکتا ہے کہ

اور اشغول وگویا بذکر گرد اند وگراو
که از ذکر ومفهوم ذکر غافل ونا اہل گردد۔
حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالیٰ
سرہ دند کہ حبس نفس در رعایت عدد
را لازم نمے شمرند۔ اما وقوف قلبی را بہر
معنے کہ گفتہ اند مہم مے داشتند ولازم
مے شمردند۔ زیرا کہ خلاصہ انچہ مقصود
ست از ذکر در وقوف قلب ست۔

شعر

مانند مرغ باش ہان بر بیضۂ دل پاسدار
کز بیضۂ دل زایدت مستی وذوق وقہقہہ

اور اوسے مشغول اور گویا ذکر سے کرے
اوسے چھوڑ نہ دے کہ وہ ذکر اور مفہوم سے
ذکر کے غافل ہو جائے حضرت خواجہ
بہاؤ الدین قدس سرہ ذکر مین حبس اور
عدد کی رعایت لازم نہین گنتے۔ مگر
وقوف قلبی کو دونو معنے سے جو ذکر ہوتے
ہین ضرور جانتے تھے۔ اور لازم شمار کرتے
تھے۔ اسواسطے کہ خلاصہ مقصود ذکر کا وقوف قلبی ہے

ف

مرغ کیطرح دل کے بیضہ پر نگہبان رہو
کہ دل کے بیضہ سے مستی اور ذوق اور خوشی پیدا ہوتی

فصل

در بیان توجہ وغیر آن طریقہ توجہ این طائفہ
علیہ وپرورش نسبت باطنی ایشان چنانست
ہرگاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند۔
اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت ازو
یافتہ باشند در خیال در آرند تا آنزمان
کہ اثر حرارت وکیفیت معہودہ ایشان
پیدا شود بعد ازان آن خیال را نفی نکنند
بلکہ آنرا نگاہدارند وبچشم وگوش وہمہ
قوی بآن خیال متوجہ بقلب شوند کہ
عبارتست از حقیقت جامع انسانی کہ
مجموعہ کائنات از علوی وسفلی مفصل آنست

فصل

توجہ وغیرہ کے بیان مین۔ اس طائفہ علیہ کی توجہ کا
طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور
یون ہے کہ جب چاہین دل سے مشغول ہون تو
پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت
حاصل کی ہے خیال مین لائین۔ اوسوقت
تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیت معہودہ ظاہر
ہو۔ اسکے بعد اوس خیال کی نفی نہین کرتے
بلکہ اوسے نگاہ رکھتے ہین۔ اور آنکھ اور
کان اور تمام قوی سے اوس خیال کے ساتھ
قلب کی طرف متوجہ ہون۔ جو حقیقت جامع
انسانی ہے جسکے تفصیل کائنات علوی اور سفلی ہے

واللہ اعلم بالصواب ٭

پوشیدہ نماند کہ علم لدنی علمی ست کہ اہل قرب را بتعلیم الٰہی و تفہیم ربانی معلوم و مفہوم میشود نہ بدلائل عقلی و شواہد نقلی چنانچہ کلام قدیم در حق حضرت خضرؑ فرمودہ و علمناہ من لدنا علما و فرق میان علم یقینی و علم لدنی آنست کہ علم یقینی عبارت از ادراک ذات و صفات الٰہی ست و علم لدنی کنایت از ادراک معنی و فہم کلمات از حق سبحانہ و تعالیٰ بطریق الہام و وقوف قلبی و آن بدو معنے محمول ست یکے آنکہ دل ذاکر واقف و آگاہ باشد بحق سبحانہ و تعالیٰ و آن از مقولہ یاد داشت ست حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ در بعض کلمات قدسیہ خود نوشتہ اند کہ وقوف قلبی عبارت از آگاہی و حاضر بودن دل ست بجناب حق سبحانہ و تعالیٰ بر آن وجہ کہ دل را ہیچ بایستی غیر از حق سبحانہ و تعالیٰ نباشد و معنی دوم آن ست کہ ذاکر از دل واقف بود یعنے در اثنائے ذکر متوجہ قطعہ لحم صنوبری الشکل شود و او را بمجاز دل مے گویند۔ و در جانب الیسر محاذی پستان چپ واقع ست ٭٭٭٭٭

واللہ اعلم بالصواب ٭

پوشیدہ نہ ہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ اہل قرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے وہ عقلی دلیلوں سے اور نقلی شواہد سے نہیں معلوم ہوتا۔ جیسا قرآن عظیم میں حضرت خضر علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے اور سکھایا ہم نے اوسکو اپنے پاس سے علم اور علم یقینی اور علم لدنی میں یہ فرق ہے کہ علم یقینی ذات و صفات الٰہی کے ادراک کو کہتے ہیں اور علم لدنی اوسے کہتے ہیں جو بطریق الہام کے حق سبحانہ و تعالیٰ کے کلمات کے معنے ادراک کرے۔ و وقوف قلبی دو معنی پر بولا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ ذاکر کا دل واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ و تعالیٰ سے۔ اور یہ مقولہ یاد داشت سے ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ نے اپنی بعضے کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ وقوف قلبی کہتے ہیں دل کے آگاہی اور حاضر ہونے کو حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کے نہو۔ اور دوسرے معنے یہ ہیں کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنے ذکر کے درمیان قطعہ لحم صنوبری شکل کیطرف متوجہ ہو اور اوسے مجازاً دل کہتے ہیں اور وہ بائیں طرف پستان کے تلے واقع ہے ٭٭٭٭٭

بلکہ عین حق داند زیرا کہ باطل نیز
بعض از ظہورات حق ست کما قال
الشیخ ابو زید قدس سرہٗ اشعار

لا تنکر الباطل فی طورہ
فانہ بعض ظہوراتہ
واعط منک بمقدارہ
حتی توفی حق اثباتہ

وقال الشیخ مؤید الدین الجندی فی تمتہا

فالحق قد یظہر فی صورۃ
ینکرہا الجاہل فی ذاتہ

وشک نیست کہ باین شغل ذوقی شود
ونسبت عزیزان قوت گیرد و
آن زمان آن فکر را نیز نفی
کند و بحقیقت بےخودی متوجہ
شود و از پئے آن برود و اگر با آنکہ
لا الٰہ الا اللّٰہ در دل بگوید و
اللّٰہ را بدہد ہم بدل فرو برد
و آن مقدار مشغول شود کہ بسیار ملول
نہ گردد چون بیند کہ ملول خواہد
شد ترک کند و بداند کہ مادام غیبت
و بےخودی و نسبت عزیزان در
ترقی باشد فکر در حقائق اشیاء
توجہ بجزئیات عین کفرست ع
با خودی کفر و بےخودی دین ست

بلکہ عین حق جانے۔ اسواسطے کہ باطل
بھی بعضے ظہورات حق سے ہے جیسا
فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس سرہ نے

باطل کا انکار نہ کر اوسکے طور مین
کہ وہ بھی اوسکے بعضے ظہورات سے ہے
اور اوسکا حق اوسکے مقدار سے دے
تاکہ پورا کرے تو اثبات کا حق

اور کہا ہے شیخ مؤید الدین جندی نے اپنے تتمہ مین

کبھی حق ظاہر ہوتا ہے کسی صورت مین
کہ جاہل انکار کرتا ہے اوسکی ذات مین

اور شک نہین کہ اس عمل کرنے سے ایک
ذوق ہو۔ اور نسبت عزیزون کی قوت
حاصل کرے اور اوس وقت اوس فکر
کی بھی نفی کرے۔ اور بیخودی کی حقیقت
سے متوجہ ہوا ور اوسکا پیچھا پکڑے۔ اور اگر
باوجودیکہ لا الٰہ الا اللّٰہ دل مین کہے اور اللّٰہ
کو مد دے۔ اور دل مین اندر لے جائے
اور اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہو جاے
اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا۔ ترک کرے
اور یہ جان لے کہ جبتک غیبت اور بیخودی
اور عزیزون کی نسبت ترقی مین ہو حقایق
اشیاء مین جزئیات کے طرف توجہ عین
کفر ہے ع باخودی کفر و بیخودی دین ست

اگرچہ آن از حلول در اجسام منزہ
است اما چون نسبتے میان او و میان
این قطعہ صنوبری ست پس توجہ
باین لحم صنوبری باید بود و چشم و
فکر و خیال و ہمہ قوی را بران
باید گماشت و ما شک نداریم کہ درین
حالت کیفیت غیبت و بےخودی سر
نمودن آغاز کند آن کیفیت را راہی
فرض باید کرد و ہر خطرہ کہ درآید بتوجہ
بحقیقت قلب خود نفی آن باید کرد
اگر نفی نشود التجا بصورت آن
شخص باید کرد تا باز آن نسبت
پیدا شود آن زمان خود صورت
نفی خواہد شد و اما باید کہ شخص
بتوجہ آن صورت را نفی نکند
و اگر چنانچہ بآن صورت وساوس
نفی نشود چند نوبت باسم
یَا فَعَّالُ بحسب معنے در دل مشغول
شود اگر باین نیز دفع نشود در
دل چند نوبت بتامل کلمہ لا الہ
الا اللہ بدین طریق کہ لا موجود
الا اللہ تصور کند و آن وسوسہ
مشوش از ہر نوع کہ باشد و چون
موجودی ست از موجودات ذہنی
بحقیقت آن را بحق سبحانہ و تعالی قایم بیند

اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان مین حلول
کرنے سے پاک و منزہ ہے لیکن جبکہ نسبت
اوسکے درمیان اور اس قطعہ صنوبری کے
درمیان مین ہے - تو توجہ اس لحم صنوبری
شکل کی طرف کرنی چاہئے - اور آنکھہ اور
فکر اور خیال اور سب قوی کو اوسکی طرف
متوجہ کرے اور ہمین اسمین کچھہ شک نہین - کہ
اس حالت مین غیبت و بیخودی کی کیفیت دکہانے
دینی شروع ہو - اوس کیفیت کو ایک راہ
فرض کرنا چاہئے - اور جو خطرہ کہ آوے
اوس کو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے
اوسکی نفی کرنی چاہئے - اگر نفی نہو سکے تو
اوس شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پہر وہ
نسبت پیدا ہو جائے - اوس وقت خود
صورت نفی کی ہو جائے گی - لیکن چاہئے
کہ وہ شخص متوجہ اوس صورت کی نفی نکرے
اور جو اوس صورت سے وسواس نجائین تو
کئی بار اسم یَا فَعَّالُ کے معنے سے دل مین
مشغول ہو - اور جو اس سے بہی وسواس
دفع نہون - تو دل مین کئی بار تامل کے ساتھ
کلمہ لا الہ الا اللہ اس طریق سے تصور کرے
کہ لا موجود الا اللہ - اور وہ وسوسہ جو پریشان
کرنیوالا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود
ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت مین
اوسے حق سبحانہ تعالی کے ساتھ قایم دیکہے -

…شغول باشد چنانچہ فرمودہ اند

شعر

…درون شو آشنا و از برون بیگانہ باش
…ین چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

…ہر چند کہ صحبت بیشتر باشد این نسبت …ی تر گردد چون بمرتبہ برسد کہ تفرقہ …یان دل و زبان نتواند کردن و خلق …ورا از حق حجاب نشود و حق حجاب از …لق نہ گردد آن زمان تواند کہ بصفت …جذبہ در دیگران تصرف کند و از جانب …رشاد دعوت خلق بحق آن کسے را باشد …ہ باین مرتبہ برسد و باید کہ خود را …ز غضب راندن نگاہ دارد کہ راندن غضب …ظرف باطن را از نور معنی تہی و خالی سازد …و اگر ناگاہ غضبے واقع شود یا قصورے …دست دہد کدورتے قوی ظاہر گردد و …سر رشتہ نسبت کم گردد و یا ضعف شود غسلے کند اگر قوت مزاج وفا کند …با آب سرد صفا میدہد و الا بہ آب گرم و جامہ پاک بپوشد و در خالی جائے دو رکعت نماز بگزارد و چند …نوبت بقوۃ نفس بکشد و خود را خالی سازد و بعد از ان ہمان طریق کہ گذشت متوجہ شود و در ظاہر نیز پیش حضرت جامع خود تضرع کند و بکلی توجہ باو نماید

مشغول ہو- چنانچہ فرمایا ہے +

شعر

اندرون شو آشنا و از برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

اور جسقدر صحبت زیادہ ہوگی اوسی قدر نسبت زیادہ ہوتی جائیگی- اور جب اس مرتبہ کو پہونچے کہ دل اور زبان مین تفرقہ نکر سکے- اور خلقت اوسکو اللہ کا حجاب نہو- اور حق اوسکو خلقت کا حجاب نہو اوسوقت ہوسکتا ہے کہ بصفت جذبہ اور لوگون مین تصرف کرے- اور اجازت ارشاد کی خلقت کو اللہ کی طرف بلانے کی اوس شخص کو ہوتی ہے جو اس مرتبہ کو پہونچ جائے- اور چاہیے کہ اپنے تئین غصہ کرنے سے بچائے کہ غضب ہونیسے باطن کا ظرف نور معنے سے خالی ہوجاتا ہے اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کچھ قصور ہوجائے کدورت قصور ظاہر ہو اور نسبت گم ہوجائے تو غسل کرے- اگر سرد پانی کی قوت ہو تو سرد پانی سے غسل کرے کہ اس سے صفائی خوب ہوتی ہے- اور نہین تو گرم پانی سے نہائے اور پاک کپڑے پہنے- اور خالی جائے مین دو رکعت نماز پڑھے- اور کئی بار بہت زور سے سانس نکالے- اور اپنے تئین خلا کرے اور پھر اوسی طریق گزشتہ سے متوجہ ہو- اور ظاہر مین بھی اپنے حضرت جامع سے عاجزی کرے اور گڑگڑائے اور بالکل اوس کی طرف متوجہ ہو-

بلکہ فکر در اسمار و صفات حق سبحانہ
و تعالےٰ ہم نباید کرد زیرا کہ مطلب
این طائفہ علیّہ توجہ بہ نسبتی
ست کہ سرحد وادی حیرت
ست و مقام تجلی انوار ذات
ست و ذکر اسما و صفات شک
نیست کہ ازین مرتبہ فروترست

شعر

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
رو درو گم شو وصال این ست و بس

و باید کہ در بازار و گفت گوی و اکل و
شرب و ہمہ حالات آن حقیقت
جامع را نصب العین خود سازد
و اورا حاضر داند و بصور جزویہ
از حضرت جامعہ خود غافل
نشود بلکہ ہمہ اشیار را بوے قایم
داند و سعے کند کہ آن را در ہمہ
موجودات مستحسنہ و غیر مستحسنہ
مشاہدہ نماید تا بجائے رسد
کہ خود را ہمہ بیند و ہمہ اشیا را
آئینہ جمال باکمال خود داند و در
حالت سخن گفتن نیز باید
کہ ازین مشاہدہ غافل نشود بلکہ
گوشہ چشم دل او بدان سو باشد
اگرچہ بظاہر بچیزہا دیگر

بلکہ فکر حق سبحانہ تعالےٰ کے اسمار
و صفات مین بہی نہ کرنا چاہئے اسواسطے
کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اوس
نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادے
حیرت کی سرحد ہے۔ اور انوار ذات
کی تجلی کا مقام ہے۔ اور اسمین کچہہ شک
نہین کہ اسمار صفات کا ذکر اسمرتبہ سے نیچے ہے

ترجمہ شعر

تو ہرگز باقی نہ کمال بس یہی ہے
جا اوسمین گم ہوجا بس وصال یہی ہے

اور چاہئے کہ بازار مین اور کہانے پینے مین اور
ہر حال مین وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکہون کے
سامنے رکہے۔ اور اوسے حاضر جانے اور
جزئیہ صورتین دیکہہ کر اپنے حضرت جامعہ
سے غافل نہو۔ بلکہ تمام اشیار کو اوس
کے ساتہہ قایم جانے اور کوشش کرے
کہ اوسکو تمام اچہی موجودات اور بری
موجودات مین مشاہدہ کرے۔ یہان
تک کہ ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ اپنے
آپکو بہی سب وہ ہی جانے اور
تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا
آئینہ جانے۔ اور بات کرنے مین
بہی چاہئے کہ اس مشاہدہ سے غافل
نہو۔ بلکہ دل کی آنکہہ کا گوشہ اوسی طرف لگا
رہے اگرچہ ظاہر مین اور چیزون سے۔

و معمورہ این طائفہ علیہ دارند و گاہے
صفت غالب و ملکہ نفس کشی ارادت
کنند و گاہے بار گویند و مراد گرانی
بے نسبتے دانند چنانکہ فلان بارے
آورد یا فلان ما را دربار ساخت وقتے
کہ بکسے ملاقات کنند کہ بطریقہ ایشان
مناسبتے ندہشتہ باشد و از نسبت
او متاثر شوند اگرچہ آن کس از اہل سلوک
یا اہل علم و تقوی باشد زیرا کہ نسبت
این عزیزان فوق نسبتہا ست و ہرچہ
غیر آن ست بار خاطر ایشان ست و
گاہے لفظ بار گویند و از ان مرضی و
غرضے ارادہ کنند چنانکہ گویند فلان
بار فلان برداشت یا فلان بار بر فلان
انداخت مراد ایشان رفع مرض یا حوالہ
مرض باشد و مخفی نماند کہ رفع مرض
و حوالہ مرض اکثر در طریقہ خواجگان ست
قدس اللہ اسرارہم و حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہ فرمودہ اند کہ اخذ از
اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم
منقول ست کہ در بار مردم مے آیند
یکے از دو صورت مے تواند بود یکے
آنکہ وقتے کہ آشنائی و عزیزے را
مرضے و ملالتے یا ابتلا بمعصیتے عارض
مے شود ایشان طہارت مے سازند و

اور معمورہ اس طائفہ علیہ کی ہوتی ہے
اور کبھی اوس سے مراد صفت غالب اور
ملکہ نفس کشی کا ہوتا ہے- اور کبھی بار کہتے
ہین- اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے
جیسے کہتے ہین- فلان بارے آورد یا فلان
ما را در بار ساخت جو وقت کسی ایسے سے ملاقات
کرتے ہین- جو انکے طریقہ سے مناسبت نہ
رکھتا ہو اور اوسکی نسبت سے اون کو اثر ہو-
اگرچہ وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم و تقوی
ہو- اسواسطے کہ ان عزیزون کی نسبت ماسب
نسبتون سے فوقیت رکھتی ہے- اور جو انکی
نسبت کے سوا نسبت ہو وہ انکی بار خاطر ہے
اور کبھی لفظ بار کہتے ہین اور اوس سے کوئی
مرض یا کوئی غرض ارادہ کرین جیسے کہین فلان بار
فلان برداشت یا فلان بار بر فلان انداخت تو
اس سے انکی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض ہوتی ہے
اور پوشیدہ نہ ہے کہ رفع مرض یا حوالہ مرض اکثر
خواجگان کے طریق مین ہے قدس اللہ اسرارہم
اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے
نے فرمایا ہے کہ جو اکابر خانوادہ خواجگان
قدس اللہ ارواحہم سے منقول ہے کہ بار مین
لوگوں کے آتے مین- ایک ان دو صورتون مین
سے ہو سکتا ہے- ایک یہ کہ جب کسی آشنا یا عزیز
کو کوئی مرض یا ملالت یا کسی گناہ مین مبتلا
ہونا عارض ہو جاتا ہے- یہ طہارت کرتے ہین اور

وبداند کہ این حقیقت جامعہ مظہر مجموع ذات
وصفات حق ست نہ آنکہ حق سبحانہ
دروے حلول کردہ بلکہ بمنزلہ صورت
ست در مرآۃ پس این تضرع بحقیقت
نزد حق سبحانہ وتعالے باشد وبعضے
ازین طائفہ علیہ قدس اللہ اسرارہم بجاے
توجہ شیخ ونگاہداشت صورت او نگاہ
داشت ہیئت رقمی کلمۂ طیبہ یا اسم مبارک
اللہ مے فرمایند خواہ آن را در خارج
از خویش بنظر حس ملاحظہ فرمایند خواہ
در حوالی دل وسینہ تخییل امر کنند فقیر
دہ سالہ بود کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض
اللہ علینا برکاتہ چون در دہلی تشریف
آوردہ بودند فقیر را بکتابت اسم مبارک
اللہ امر فرمودند بعد از مدتے تخییل
اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم
بسیار غیبت وبیخودی رو مے میداد
کہ اصلا گنجایش خطرہ دیگر نمی شد و خیلی
لذت واطمینان قلب یافتہ می شد
ومن لم یذق لم یدر مثلے مقررست
پوشیدہ نماند کہ لفظ نسبت ولفظ رابطہ
دو کلمہ است کہ در عبارات واشارات
خواجگان قدس اللہ تعالے ارواحہم
بسیار واقع شدہ است گاہے نسبت
گویند مراد از آن طریقہ وکیفیت مخصوصہ

اور یہ جان لے کہ یہ حقیقت جامع مظہر ہے مجموع
ذات وصفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے
اوسمین حلول کیا ہے۔ بلکہ بمنزلہ صورت کے ہے
آئینہ مین۔ پس یہ تضرع درحقیقت حق سبحانہ
تعالے سے ہے۔ اور بعضے اس طائفہ علیہ کے
بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجائے توجہ شیخ کے
اور اوسکی صورت کی نگاہداشت کی رقمی ہیئت
کلمہ طیبہ کے۔ یا اسم مبارک اللہ کے فرماتے ہین
خواہ اوسکو خارج مین۔ اپنے سے حس کی نظر سے
ملاحظہ کرین۔ خواہ گرد دل کے اور سینہ کے
خیال سے امر فرمائین۔ آمد یہ فقیر دس برس کا
تہا کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ
جب دہلی مین تشریف لائے تھے۔ فقیر کو فرمایا
اللہ اللہ لکہا کرو اور ایک مدت کے بعد فرمایا
دل کے گرداگرد خیال سے لکہا کرو۔ بہت غیبت
اور بیخودی ظاہر ہوتی تہی۔ کہ ہرگز کسی
خطرہ کو گنجایش نہ تہی اور نہایت ہی اطمینان
قلب حاصل ہوتا تہا۔ (جس نے نہین
چکہا وہ کیا جانے)۔ ایک مثل مشہور
مقرر ہے۔ پوشیدہ نرہے کہ نسبت کا
لفظ اور رابطہ کا لفظ دو کلمہ ہین کہ خواجگان
قدس اللہ اسرارہم کے عبارات واشارات
مین بہت واقع ہوئے ہین۔ کبھی نسبت
کہتے ہین۔ اور اس سے مراد طریقہ
اور کیفیت مخصوصہ ہے - - - -

انعکاس از دل ایشان پرتو بر باطن
دے مے تابد واین صفتیست کہ ناشے
از استعداد ایشان ست کہ بطریق انعکاس
در آئینہ استعداد آن طالب ظاہر شدہ
اگر این ارتباط متصل شود آنچہ بطریق انعکاس
حاصل شدہ بود صفت دوام پذیرد
وتبیین شرائط تصرف و دقائق آن
وتفصیل روش آن بگفتن مرشد تعلق
دارد و منقول ست از حضرت خواجہ
محمد یحیے پسر حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس اللہ تعالی سرہما کہ ارباب
تصرف بر انواع اند بعضے ماذون ومختار
کہ باذن حق سبحانہ وتعالی و باختیار
خود ہرگاہ کہ خواہند تصرف کنند و
اورا بمقام فنا وبیخودی رسانند وبعضے
دیگر ازان قبیلہ اند کہ باوجود قوت
تصرف جز بامر غیبی تصرف نکنند تا از
پیشگاہ مامور نشوند بکسے توجہ نکنند و
وبعضے دیگر آن چنانند کہ گاہ گاہ صفتی
وحالتے برایشان غالب شود و در غلبہ
آن حال در باطن مریدان تصرف کنند واز
حال خود ایشانرا متاثر سازند پس کسے کہ
نہ مختار بود و نہ ماذون و نہ مغلوب
ازو چشم تصرف نباید داشت ++

عکس کے ان کے دل سے۔ طالب کی باطن
پر پرتو اپڑتا ہے اور یہ ایک ایسی صفت ہے
کہ اونکی استعداد سے ظاہر ہوئی ہے کہ بطریق
عکس کے طالب کے استعداد کے آئینہ مین ظاہر
ہوئی ہے۔ اگر یہ ارتباط متصل ہو۔ تو جو
بطریق عکس کے حاصل ہوا تھا صفت دوام
ہو جاتا ہے اور بیان شرائط تصرف کا اور
اوسکے دقیقہ اور تفصیل اوسکی روش کی مرشد
کے کہنے سے متعلق ہے۔ اور منقول ہے حضرت
خواجہ محمد یحیٰے صاحبزادے حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہما سے۔ کہ اہل تصرف بہت طرح
کے ہین۔ بعضے ماذون ومختار ہین کہ حق سبحانہ
تعالی کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب
چاہتے ہین تصرف کرتے ہین۔ اور اوسی مقام
فنا اور بیخودی مین پہنچا دیتے ہین اور بعضے
اوس قسم کے ہین کہ باوجود قوت تصرف کے
سوائے امر غیبی کے تصرف نہین کرتے جبتک اوپر
سے امر نہو کسی کی طرف توجہ نہین کرتے۔ اور بعضے
ایسے ہین کہ اکثر کبھی کبھی ایک صفت اور ایک حالت غالب
ہو جاتی ہے اوس حال کے غلبہ مین مریدون کے
باطن مین تصرف کرتے ہین اور اپنے حال
کا اون مین اثر پیدا کرتے ہین۔ تو جو نہ مختار
ہو۔ نہ ماذون ہو۔ اور نہ مغلوب اوس
سے تصرف کی امید نہ رکھنی چاہیئے ++

نماز مے گزارند تضرع وزاری کنند و
از حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ در
میخواہند کہ او را از ان عارضہ پاک و
مطہر گرداند و صورتے دیگر آن ست
کہ صاحب مصدر آن مرض و یا معصیت
خود را می دانند و بجائے او خود را اثبات
مے کنند و بعد از طہارت و نماز تمام تضرع
وزاری می کنند و بصدق و خلاص توبہ
و انابت مے نمایند و خاطر مشغول میدارند
و ہمت بر مے گمارند کہ او را از ان ابتلا تمام
خلاصی و نجاتے میسر میشود و فرمودہ اند در
وقتیکہ یارے و عزیزے بیمار ست او را
بہمت مددگارے کردن بسیار خوب ست.
مدد بہ دو نوع ست یکے ہمت بتمامے
مصروف باشد کہ مرض مرتفع شود دیگر
آنکہ در وقت مرض تفرقہ خاطر بسیارے باشد
و با آسانی خاطر جمع مے شود و بہمت مدد
مے فرمایند کہ تفرقہ خاطر مرتفع میشود
یا آنچہ مقصود اصلے ست نصب العین
گردد و طریقہ توجہ خواجگان قدس اللہ
تعالیٰ اسرارہم و آن توجہ را تصرف
مے نامند برین وجہ ست کہ بدل متوجہ
دل طالب شوند و از رہ گزران ارتباط
اتصال و اتحادے میان دل ایشان
و باطن آن طالب واقع می شود و بطریق

نماز پڑھتے ہیں اور تضرع وزاری کرتے
ہیں کہ خدا تعالیٰ اوسکو اوس عارضہ سے
پاک کرے- اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ مرض یا
معصیت اپنے تئین جانتے ہین اور اسکی جاے اپنے تئین
اثبات کرتے ہین اور بعد طہارت و نماز کے تضرع وزاری
کرتے ہین- اور صدق و اخلاص سے توبہ
کرتے ہین- اور اللہ سے رجوع ہوتے ہین
اور خاطر کو مشغول رکھتے ہین- اور ہمت کرتے
ہین- کہ اوس کو اوس مرض یا معصیت سے
خلاصی اور نجات ہو- اور فرمایا ہے کہ جب
کوئی یار و عزیز بیمار ہو اسکی مدد ہمت سے
کرنی بہت خوب ہے- مدد دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ تمام ہمت سے مصروف ہو کہ مرض
دور ہو جائے دوسری طرح یہ ہے کہ بیماری
کے وقت تفرقہ خاطر بہت ہو جاتا ہے اور
آسانی سے خاطر جمع ہوتی ہے- ہمت سے مدد کرتے
ہین- کہ وہ تفرقہ خاطر جاتا رہے- کہ جو مقصود
اصلی ہے وہ نصب العین ہو- طریقہ
توجہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم
اوس توجہ کو تصرف کہتے ہین اور وہ اس
وجہ پر ہے کہ دل سے متوجہ طالب کے
دل کے ہوتے ہین- اور بسبب اوس ارتباط
کے اتصال اور اتحاد ان کے دل مین
اور اوس طالب کے باطن مین واقع
ہوتا ہے- اور بطور

خود در خدا اوست حیرت در حیرت هیچ فکر و اندیشه
ندارد خود بخود هست و خود از خود هست و خود بسوی
خود هست و هیچ کاری درمیان نی و هر چه در عالم واقع است
نه خواست عارف ست و نه بخواست عارف و نه
مقصود عارف مراد عارف عارف نامی بیش نیست بلکه
عین معروفست معروف هم نامی بیش نیست بلکه همان عارف
هر دو نام وهمی بیش نیست گو عارف و گو معروف نیست
حقیقت حال که هیچ حقیقت ندارد نیست نهایت معرفت که
عین حیرت جهل ست کجا معرفت و کجا حیرت که هر دو در حقیقت
ذات عارف ست کم آنچه از عارف معلوم
ست همین واقف ورای وفاست باقی همه
وست که هم معلوم و هم مجهول ست و نه
معلوم و نه مجهول عارف چون از حساب
مکان و زمان بر آمده است دنیا و آخرت
او را یکی ست و بهشت و دوزخ یکی بشنو
ده مجمل سخن گفته مے شود درین وقت گنجایش
تفصیل نیست مجمل آنکه خدا را یاد کن بے
آنکه خدا را ببینی خود سازی و خود را فراموش
کن بے آنکه از خود غافل گردی و عمل شریعت
بکن بے آنکه غرض و مطلب داشته باشی
کارهاے ممنوع مکن الا بے آنکه نفرتے
و ننگی از ان در خود یابی و از صفات
حسنه و حمیده کسب نما بے آنکه با آنها
تعلقے داشته باشی راضی باش بهر چه
واقع شود و از لذت شرعی بهره مند شو

معرفت خدا اور حیرت پر مبنی ہیں وہ کچھہ فکر
اور اندیشہ کرتا ہے نہیں اپہی میں رہتا ہی
ہے اور نہیں یہی ہے اور آپ اپہی کی طرف ہی
ہے- اور کچھہ کام بہی نہیں کرتا- اور جو کچھ دنیا
میں ہے نہ عارف کے چاہنے سے پیدا ہوا اور نہ بے
چاہے اور نہ عارف اُسے چاہتا ہے- عارف
کی مراد عارف کہواتا نہیں بلکہ جسکا وہ عارف
ہو- اور در حقیقت جسکا وہ عارف ہوا وہی
خود عارف ہے اور کیا یہ دونو نام برے وہمی
معلوم دیتے ہیں خواہ عارف ہو یا جسکا وہ عارف
ہوا- یہی ہے حال کی حقیقت جو کچھہ حقیقت ہی نہیں
رکھتا- اور یہی ہے معرفت کی انتہا جو ٹہیک حیرت اور
جہالت ہے کہاں ہے معرفت اور کہاں ہے حیرت کہ در
حقیقت دونو عارف کی ذات ہے جو کچھ عارف کو معلوم ہے
در حقیقت اسکا پورا کرنا ہی ہے باقی سب ہی ہے جو معلوم
بہی ہی غیر معلوم بہی اور جو معلوم بہی نہیں اور غیر معلوم
بہی نہیں جب وہ مکان اور زمان کی حساب سے چہٹ چکا ہی
اب اسکو لئے دنیا اور آخرت بہشت دوزخ سب ایک ہی ہی ایک
بات جو مجملا بیان کیجاتی ہی تو اسے سن لے کیونکہ اسوقت تفصیل
کی گنجایش نہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا کو یاد کر اور اسکو مت بنا
اور اپنے تئین بہول جا حالانکہ اپنے سے غافل مت ہو اور
شریعت پر عمل کر لیکن اوس سے کچھ غرض اور مطلب نہ رکھہ
برے کام مت کر اور اوس سے کچھ نفرت اور شرم نکر اچہی اور پسندیدہ
عادتیں اختیار کر باوجودیکہ اوس سے کچھ تعلق نہ رکہتا ہو جو کچھ پیش وقوع
میں آتا ہو اسپر راضی رہ شریعت کی لذتون سے فائدہ اٹہا اور

رسالہ شریفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے برادر عارف ہمہ کارہاے نیک میکند بے آنکہ خواہشی درمیان باشد و از کارہاے بد اجتناب میکند بے آنکہ منکر کار بد باشد و بہمہ کس مے آمیزد بے آنکہ تعلق خاطر بود و از ہمہ جداست بے آنکہ نفرتے باشد خدا را عین ہمہ ذرات و در ہمہ میند بے آنکہ ہیچ یکی را خدا گوید و خدا را غیر ہمہ ہمہ یابد بے آنکہ دوئی درمیان آید مشرب عارف از ہمہ مشارب جداست بے آنکہ مشرب ہیچکس را مشرب خود داند و بہمہ مشربہا برمی آید بے آنکہ آلودۂ مشربے گردد خدا را میخواند بے آنکہ دور شدہ بود و از خدا گاہی غافل میشود بے آنکہ این غفلت غیر حضور باشد بلکہ عین غفلت حاضر ست و در عین حضور غافل شود عارف در نہان زیادہ از مشہود ست . در مظاہر دیگر متابعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عارف در ہمہ شیوہا و در ہمہ کارہا لذت تمام دارد و ہیچ الم و در ہمہ المہا لذت کلی دارد بلکہ لذت عارف ہم حق ست و ہم خلق خداے را عین بندگی میداند بندگی را عین خداے و بندگی کاری دارد نہ با خداے کہ حقیقت او بالا تر از بندگی و خداے ست اگر ان عارف پرسی کہ ہیچ میدانی گوید نی دانم و نمی یابم اگر گوئی ہیچ چیز مجہول تو ہست و مقصود تو ہست گوید ہیچ چیز مجہول و مقصود من نیست ہمہ معلوم نیست و موجود ہست درست عارف ہمہ را بد و ہیچ ندارد کار عارف ہمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے برادر عارف وہ ہے جو بغیر کسی خواہش کے سب اچھے کام کرتا ہے اور سب برے کاموں سے پرہیز کرتا ہے حالانکہ کسی کام کا منکر نہیں ہوتا اور سب لوگوں سے ملتا جلتا حالانکہ کچھ تعلق نہیں رکھتا اور سب سے علیحدہ رہتا ہے باوجودیکہ کچھ نفرت نہیں ہوتی اور خدا تعالی کو ہر چیز کا عین جانتا ہے اور ہر ایک چیز میں دیکھتا ہے باوجودیکہ کسی کو خدا نہیں کہتا اور خدا تعالی کو سب کا غیر سمجھتا ہے حالانکہ غیریت کا قائل نہیں ہوتا عارف کا مشرب سب مشربوں سے نرالا ہے وہ کسی کے مشرب کو اپنا مشرب نہیں جانتا اور سب کے مشربوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے وہ کسی کے مشرب سے ملوث نہیں خدا کو پکارتا ہے حالانکہ اس سے دور نہیں ہوتا ہے اور خدا سے کبھی غافل بھی ہو جاتا ہے باوجودیکہ غفلت غیر حضوری نہیں ہوتی وہ عین غفلت میں حاضر رہتا ہے اور عین حضوری میں غافل اس کی حضوری باطن میں زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت حضوری اس کی ظاہر کے ظاہر میں عارف اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب اور کاموں کے اندر پورا پورا لذت پاتا ہے کچھ تکلیف نہیں دکھاتا اور سب تکلیفوں میں کبھی لذت پاتا ہے اور کبھی لذت نہیں ہوتی ہے عارف خدا بھی ہے اور مخلوق بھی ہے خدا کو عین بندگی جانتا ہے اور بندگی کو عین خدا اور بندگی سے کچھ کام نہیں رکھتا اور نہ خدا سے کیونکہ اس کی حقیقت خدائی اور بندگی سے بہت بڑھ کر ہے اگر تو عارف سے پوچھے کہ تو کچھ جانتا ہے تو جواب دیگا کہ مجھے خبر نہیں اور نہ مجھ کو کچھ معلوم ہے اور جو تو اگر پوچھے کہ کوئی چیز ایسی بھی ہے جو تیرا مقصود ہو اور تو اس کو نہیں جانتا جواب دیگا کہ ایسا نہیں بلکہ سب چیزیں مجھے خبر معلوم ہیں اور مجھے

بلے آنکہ غافل باشی از ظہور حقیقت ہرگز
یا دعوی معرفت داشتہ باشی یا شہود نہ
حاضر باشی و نہ غافل نہ بندہ باشی نہ خداوند ہست باشی نہ نیست
متابعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لازم دار بلے آنکہ محمد را غیر حق دانی
یا حق را منحصر دانی در محمد بدانکہ محمد حق ہست
و حق محمد حق حق محمد محمد محمد انیست کمال
کمال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وہو الحقیقۃ
الحال —

اور اون سے غافل مت ہو اور جو اسمین
حقیقتین ظاہر ہون تو انکی معرفت اور حضوری
کا دعوی مت کر نہ غافل ہو اور نہ حاضر
نہ غلام بن اور نہ آقا اپنے تئین نہ موجود تصور
کر اور نہ معدوم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کا اتباع لازم جان اور نہ اپنے آپکو خدا کا غیر مت سمجھ اور نہ خدا
کو محمد کے اندر منحصر کر ۔ جان تو کہ محمد خدا نہین اور
خدا محمد — خدا خدا خدا — محمد محمد محمد یہی
ہے کمال کا کمال اور اللہ زیادہ جانتا ہے حقیقت حال کو اور
وہی ہے حال کی حقیقت —

تمت

تمام شد

اطلاعِ ضروری

احقر نے ارادہ مصمم کیا ہے

کہ اپنی خاندان کی تمام بزرگوں

کی تصانیف جو میرے پاس قلمی موجود ہیں اور ابھی تک چھپیں نہیں اُنکو معہ ترجمہ اردو کے عام اور

سلیس زبان کے سانچے میں ڈھال ڈھال کر ملک و قوم میں شائع کروں چونکہ آجکل ہر

شہر و امصار اور کوچہ و بازار اور خاص و عام میں دینی مسائل میں وہ اختلاف اور شور و فساد ہے کہ جسکی تحدید

اسوقت نہیں ان حضرات کی تصانیف کا معہ ترجمہ اردو کے شائع کرنا بہت مفید اور مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ

خدا کے فضل سے نادر تصانیف معہ اردو ترجمہ کے چھپنی شروع ہو گئی ہیں جنکے نام فہرست مطبوعہ میں موجود ہیں ہر

شخص کی فرمایش اور ہر کا ٹکٹ بھیجنے پر مطبع احمدی متعلقہ مدرسہ عزیزیہ دہلی سے فوراً روانہ کیجاتی ہے اور ان حضرات کی

تصانیف شائع کرنی اور مطبع اور اُسکے متعلق کتب خانہ اسلامیہ جسمیں ہر علم و فن کی کتابوں کا عربی۔ فارسی۔ تصوف وغیرہ میں کافی

ذخیرہ موجود ہے جاری کرنے سے دو فائدہ بہت بڑے سوچے ہیں۔ اول تو جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب

اور اُنکے شریف خاندان کی عظیم الشان بزرگوں کی مزارات جو ناگفتہ بہ حالات میں پڑے ہوئے ہیں اور اکثر حصہ مزارات کا تنزل

میں آیا ہوا ہے اُسکی درستی اور مسجد اور احاطہ اور مقدمہ میں مدد لیجاوے اور دوسرے اُخروی فائدے بھی نظر آتے ہیں بشرطیکہ عمیق اور

غور بینی کی ہوئی نظروں سے دیکھا جاوے پس ہر اہل اسلام اور خصوصاً معتقدین و متوسلین خاندان کو کم از کم اسقدر تو ضرور

امداد فرمانی چاہیئے کہ مطبوعہ تصانیف کی خریداری اور آیندہ تصانیف (جو زیر طبع ہیں) خریداروں کی فرمایش کی

فہرست میں اپنا اور اپنے دوست احباب کا نام نامی درج کرادیں اور ایسے ضروری کام میں شرکت

اور امداد فرماکر ہمدردی ظاہر فرماویں ان اللہ لا یضیع اجر

المحسنین اگر قوم نے خدمت اور قدر

اور حوصلہ افزائی کی تو علاوہ اُن عظیم حضرات کی

کل تصانیف شائع اور قبرستان اور مسجد کی حفاظت و درستی معقول طور پر ہو جائیگی اور جس قسم کی کتابیں درکار ہوں جو صاحب

مطبع احمدی متعلقہ مدرسہ عزیزیہ دہلی سے طلب فرماویں قیمت بہ نسبت دیگر مطابع کے کم لیجاویگی

خادم العلماء والفقراء المفتقر الی اللہ الصمد ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی مالک و مہتمم مطبع احمدی و دوکان اسلامیہ دہلی دریبہ کلان